وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

اور جو ایمان والے ہیں اُن کو اللہ سے شدید محبت ہے

طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ

مصنف

غلام دستگیر شاہ صاحب نقشبندی

زیرِ سرپرستی

الحاج پیر انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

خلیفہ مجاز حضرت کرماں والا شریف

ناشرِ قرآنی و دینی کتب

انعام القرآن پبلی کیشنز

Email:Info@Karmanwalabookshop.com
Web:www.karmanwalabookshop.com
+92-42-37249515-0300-4306876
0307-4132690

دکان نمبر 5
دربار مارکیٹ
لاہور

ہجویری ورائٹی سنٹر

کرماں والا بک شاپ

Marfat.com

بفیضانِ کرم

شمس العارفین سراج السالکین قطب الاقطاب، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،

حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرماں والے۔ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف (اوکاڑہ)

84750

- حضرت سید پیر میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (کرموالا انڈیا)
- حضرت سید پیر محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت سید پیر محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت سید پیر غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بزیرِ سرپرستی

زینت السادات، نور السادات، فخر السادات

حضرت سید پیر

صمصام علی شاہ بخاری

جانشین حضرت کرماں والا شریف

بزیرِ سرپرستی

زینت السادات، نور السادات، فخر السادات

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، حضرت پیر سید

باباجی

میر طیب علی شاہ بخاری

سجادہ نشین

حضرت کرماں والا شریف

الحاج صوفی

برکت علی

پیر الحاج انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی

سمیع اللہ برکت

جملہ حقوق مصنف محفوظ ہیں

قیمت 80 روپے

اشاعت 01/10/2011

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الله

اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

Marfat.com

انتساب

بنام

اولاً:۔

تاج شریعت، شہبازِ طریقت و معرفت عالم ربانی اوتادِ زماں، ثانی علی ہجویری، فخرِ صوفیا الحاج صوفی عبدالمجید صدیقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جن کے فیضان نظر نے ناچیز کو طریقت و عرفان کی راہوں سے روشناس کرایا۔

ثانیاً:۔

زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ رحمان آباد راہنمائے شریعت و طریقت واقف اسرار معرفت و حقیقت الحاج الحافظ و قاری القراء اعلیٰحضرت عزیز الرحمٰن صاحب جن کے طفیل سلسلہ عالیہ روز افزوں ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔

ثالثاً:۔

اس فقیرِ حقیر راقم کے والدین کریمین رحمۃ اللہ علیہما کے نام جن کی مستجاب دعائیں ہمہ وقت میرے شاملِ حال رہیں۔

Marfat.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
باب۱ حرف اولین۔ انسان کا مقصد تخلیق	6
اللہ تعالیٰ کی عبادت	7
معرفتِ رب ذوالجلال	11
مقاصدِ تخلیق کا زینہ، تصوف وطریقت	14
تصوف ذریعہ تہذیب واصلاحِ نفس	18
تصوف حضور قلب واحسان	18
احسان حدیث جبریل کی روشنی میں	19
باب۲ حصول مقصد کیلئے وسیلہ	25
اہل اللہ اور صالحین کی صحبت	32
باب۳ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ فضائل خصوصیات	38
باب۴ حالات زندگی حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ	50
باب۵ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ	56
ذکر اسم ذات	56
ذکر نفی اثبات	58
مراقبہ	61
ذکر وفکر	62
شیخ طریقت سے رابطہ	64
باب۶ ذکر الٰہی۔ احکام وفضائل	66
عبادات کی روح ذکر اللہ	72
ذکر کی حقیقت	73
وقوفِ قلبی	74
اقسام ذکر	76
ذکر خفی	79
حقیقتِ ذکر خفیہ	81
بیان لطائف	83
سلوک الی اللہ میں سیر کی حقیقت	87
کلمہ طیبہ اور اس کی حقیقت	89
باب۷ متفرقات	
جواہر پارے	95
نفلی عبادات	96
روزمرہ کے وظائف	97
صبح وشام کے اذکار	97
ختم خواجگان	98
شجرہ شریف نقشبندیہ	100

Marfat.com

انتساب

بنام

اولاً:۔

تاج شریعت، شہبازِ طریقت و معرفت عالم ربانی اوتادِ زماں، ثانی علی ہجویری، فخرِ صوفیا الحاج صوفی عبدالمجید صدیقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جن کے فیضان نظر نے ناچیز کو طریقت و عرفان کی راہوں سے روشناس کرایا۔

ثانیاً:۔

زیب سجادہ آستانہ عالیہ رحمان آباد راہنمائے شریعت و طریقت واقف اسرار معرفت و حقیقت الحاج الحافظ و قاری القراء اعلیٰحضرت عزیز الرحمٰن صاحب جن کے طفیل سلسلہ عالیہ روز افزوں ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔

ثالثاً:۔

اس فقیرِ حقیر راقم کے والدین کریمین رحمۃ اللہ علیہما کے نام جن کی مستجاب دعائیں ہمہ وقت میرے شاملِ حال رہیں۔

Marfat.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
باب ۱ حرف اولین ۔ انسان کا مقصد تخلیق	6
اللہ تعالیٰ کی عبادت	7
معرفتِ رب ذوالجلال	11
مقاصدِ تخلیق کا زینہ، تصوف وطریقت	14
تصوف ذریعہ تہذیب واصلاحِ نفس	18
تصوف حضور قلب واحسان	18
احسان حدیث جبریل کی روشنی میں	19
باب ۲ حصول مقصد کیلئے وسیلہ	25
اہل اللہ اور صالحین کی صحبت	32
باب ۳ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ فضائل وخصوصیات	38
باب ۴ حالات زندگی حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ	50
باب ۵ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ	56
ذکر اسم ذات	56
ذکر نفی اثبات	58
مراقبہ	61
ذکر وفکر	62
شیخ طریقت سے رابطہ	64
باب ۶ ذکر الٰہی ۔ احکام وفضائل	66
عبادات کی روح ذکر اللہ	72
ذکر کی حقیقت	73
وقوفِ قلبی	74
اقسام ذکر	76
ذکر خفی	79
حقیقتِ ذکر خفیہ	81
بیان لطائف	83
سلوک الی اللہ میں سیر کی حقیقت	87
کلمہ طیبہ اور اس کی حقیقت	89
باب ۷ متفرقات	
جواہر پارے	95
نفلی عبادات	96
روزمرہ کے وظائف	97
صبح وشام کے اذکار	97
ختم خواجگان	98
شجرہ شریف نقشبندیہ	100

Marfat.com

حرف اوّلین انسان کا مقصدِ تخلیق

انسانی تخلیق کو سمجھنے کیلئے اس کرہ ارض کے دانش وروں سائنس دانوں، مورخین اور احیائے دنیا و جہاں کے محققین و ماہرین سے قطع نظر کرتے ہوئے سب سے موثق اور حقیقت حال پر مبنی دو ہی ذرائع ایسے ہیں جو سب سے زیادہ معتبر، قابل تسلیم اور انسانی فکر و سوچ سے بالاتر ہیں۔ ان میں سے ایک ہے خالق کائنات مبداءِ کون و مکاں رب العلیٰ اللہ تبارک و تعالیٰ کا مقدس کلام اور دوسرے اس ذات وحدہ لاشریک کے سچے رسول ﷺ کے ارشادات۔

آیئے ان دونو کی روشنی میں مقصد تخلیقِ کائنات اور تخلیقِ انسانی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ○ (الذاریات)

میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کیا کریں۔

حدیث قدسی ہے۔

کُنْتُ کَنزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔ (حدیث قدسی)

میں ایک مخفی خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے خلقت کو پیدا کیا۔

Marfat.com

اولین مقصدِ تخلیق :۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت

سورۃ الذّاریات کی مذکورہ آیت کریمہ میں انسانوں اور جنات کیلئے واضح حکم موجود ہے کہ وہ خالقِ کائنات اللہ رب العزت کی عبادت کیلئے مامور ہیں ۔اس کے بغیر چارہ اور نجات ممکن نہیں۔ ویسے بھی انسان کا فرض بنتا ہے کہ جس نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے سرفراز کیا۔ ارض وسماء کو اس کیلئے مسخر کیا عقل وفہم عطا کیا، سوچ و بچار کا مادہ ذہن میں رکھا۔ نباتات و جمادات، وحوش وطیور کو اس کے تابع کیا۔ فضاؤں کو تسخیر کرنے کی اہلیت دی۔ زمینی خزانوں سے بے شمار منافع حاصل کرنے کی قوت عطا کی ان احسانات کے تشکر کیلئے بھی انسان کا اولین فرض بنتا ہے کہ اس منعم حقیقی کو پہنچانے اور کما حقہٗ اس کی عبادت کا حق ادا کرے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تخلیق انسانی سے مقصود بندگی کے وظائف کو ادا کرنا اور حق تعالیٰ کی طرف کامل طور پر متوجہ ہونا ہے اور یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ ظاہری اور باطنی طور پر سید المرسلین ﷺ کی کامل طور پر اتباع نہ کریں۔ حق تعالیٰ ہم سب کو قول وفعل اور ظاہر وباطن میں عملی اور اعتقادی لحاظ سے آنحضرت ﷺ کے مکمل اِتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حق تعالیٰ کے سوا جو کچھ مقصود ہے وہی معبود ہے۔ غیر کی عبادت سے

Marfat.com

اس وقت نجات ملتی ہے جب حق تعالیٰ کے سوا کچھ مقصود نہ رہے۔ (مکتوب ۱۶۔ صفحہ اول)

مزید یہ کہ جملہ عبادات محض عملاً اور فعلاً ادا کر دینا ہی مقصود نہیں بلکہ یہ امر پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے کہ وہ عمل یا عبادت کس درجہ کی حامل ہے اور اس میں اخلاص کس درجہ کا پایا جاتا ہے۔

اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ (سورۃ الزمر: ۲)

''پس آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں خالصتاً اسی کی اطاعت کرتے ہوئے۔''

مذکورہ آیت میں دو الفاظ خصوصی طور پر قابل توجہ ہیں ایک ''عبد'' اور دوسرا ''دین'' جہاں تک عبد کا تعلق ہے یہ لفظ آزاد کے مقابلے میں غلام اور مملوک کیلئے بولا جاتا ہے۔ اور ان معانی کے لحاظ سے عبادت میں دو مفہوم پیدا ہوئے ایک پوجا اور پرستش اور دوسرا عاجزانہ اطاعت اور فرمانبرداری کا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے کی وجہ سے نہ ہم عبادت سے منہ موڑ سکتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی کر سکتے ہیں اور اگر ایسا کریں گے تو سخت سزا کے مستوجب ہوں گے۔

گناہ سے بچانے والی دو چیزیں خوفِ خدا اور یقینِ آخرت
فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں (بنی اسرائیل)

Marfat.com

حکایت

حکایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غلام خریدا، اس کو لے کر گھر پہنچے تو پوچھا:

کیا کھاؤ گے؟ غلام نے جواب دیا جو کھلاؤ گے کھالوں گا۔

پوچھا کیا پہنو گے؟ جواب ملا آپ جو پہنائیں گے پہن لوں گا۔

تمہارا نام کیا ہے؟ آپ جس نام سے پکاریں گے وہی میرا نام ہوگا۔

کیا کام کرو گے؟ آپ جس کام کیلئے حکم دیں گے۔

تمہاری کوئی درخواست؟ غلام کو درخواست سے کیا کام۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ غلام کی گفتگو سن کر دریائے حیرت میں گم ہوگئے اور اپنا گریبان پکڑ کر کہنے لگے: ''اے بندۂ مسکین! تو بھی اپنے آقا (اللہ تعالیٰ) سے اسی طرح پیش آ جس طرح یہ غلام کہتا ہے'' وہ بار بار یہ الفاظ دہراتے اور سر دھنتے رہے۔ جب ہوش میں آئے تو غلام کو آزاد کر دیا۔ اللہ اکبر! یہ ہے بندگی کا حق جس کا سبق ایک غلام نے ہمیں دیا یعنی ہر حال میں مالک کی رضا پر راضی رہے اور ہر حال میں اس کے احکام کی تعمیل کرے اور اپنی کوئی خواہش نہ رکھے۔ یہ تھی لفظ عبد کی تشریح اب آیۃ مبارکہ کے دوسرے لفظ ''دین'' کی طرف آیئے۔ دین کے معنی ہیں کسی کی سیادت اور حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے احکام کی اطاعت اور تعمیل کرنا گویا آیۃ مبارکہ میں اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ

Marfat.com

دین کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص کرتے ہوئے اس کی بندگی کی جائے اور عبادت میں کسی دوسرے کو اللہ رب العزت کا شریک نہ بنایا جائے اور یہ عمل کفر و شرک ① سے بالکل پاک ہو اس میں خودنمائی اور لالچ کا عنصر موجود نہ ہو بلکہ وہ عمل یا عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کیلئے کی جائے کیونکہ طالب مولیٰ کا مقام طمع اور خود غرضی سے بہت بلند ہے۔

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر بادہ و جام سے گزر

اخلاص کی مزید تشریح فرماتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شریعت کے تین اجزاء ہیں۔

۱۔علم ۲۔عمل ۳۔اخلاص ②

اللہ تعالیٰ کی رضا ان تینوں کے حصول پر مبنی ہے اور اللہ کی رضا دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ علم و عمل کی روح اخلاص ہے اور اس کا حصول بزرگان امت اور صوفیائے کرام کے نقشِ قدم پر چلے بغیر ناممکن نہیں تو

---

① شرک ایک ایسا گناہ ہے کہ اس سے بڑا اور کوئی گناہ نہیں اور سب لوگوں کی بخشش ہو سکتی ہے لیکن مشرک کی نہیں اور ریا کو حدیث پاک میں شرک اصغر کہا گیا ہے۔

② مثال کے طور پر آپ نے نماز ادا کرنی ہے تو سب سے پہلے آپ کو علم ہونا چاہیے کہ نماز کی رکعات کتنی ہیں اس کا وقت کونسا ہے ادا کیسے کرنی ہے اس کے فرائض، واجبات، سنتیں اور مستحبات کون کونسے ہیں جب ان سب کا آپ کو علم نہ ہو آپ اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ رہا اخلاص تو اس کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے دونو اجزا یعنی علم اور عمل اخلاص کے بغیر بے کار ہیں۔

Marfat.com

مشکل ضرور ہے۔

قطب ربانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں اخلاص توحید کی روح اور قبولیت کی بنیاد ہے پس تو اخلاص اور محویت سے اس کی عبادت کر اور اس کی رضامندی اور صراط مستقیم سے منحرف نہ ہو۔ تو اس کے احکام کا احترام کرے گا تو وہ بھی اپنی رضا اور خوشنودی سے تیری امداد اور اعانت فرمائے گا اور دنیا اور عقبیٰ میں تجھے فلاح و بہبود حاصل ہوگی۔ نیز اخلاص کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ تو اپنی حاجات غیر اللہ کے سامنے نہ لے جائے اور اپنی ضرورت کیلئے رب واحد کے حضور التجا کرے۔

دوسرا مقصدِ تخلیق:۔ معرفتِ ربّ ذوالجلال

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔(الحج :٧٤)

''یعنی انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق ہے۔''

اور مخبر صادق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر تم اللہ تعالیٰ کو پہچانتے جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے تو تم دریاؤں پر چلتے اور پہاڑ بھی لازماً تمہاری دعاؤں سے اپنی جگہ سے ٹل جاتے۔''

بندہ کیلئے سب کاموں میں سب وقتوں میں اور سب حالات میں مشکل ترین اللہ تعالیٰ کی پہچان ہے۔ معرفت دل کی زندگی ہوتی ہے یعنی اس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے زندہ ہوتا ہے اور ذات الٰہی کے جملہ ماسویٰ سے منہ پھیر لینا ہے

Marfat.com

اور ہر شخص کی قیمت بقدر اس کی معرفت کے ہوتی ہے (یعنی جس قدر کسی میں اللہ کی معرفت ہوگی اسی قدر اس کی قیمت اور وقعت ہوگی) جس کسی کو معرفت نہ ہوگی وہ بے قیمت ہوگا۔ پس علماء وفقہا اللہ تعالیٰ کے علم کی صحت کو ہی معرفت کہتے ہیں اور اس طائفہ کے مشائخ اللہ تعالیٰ سے صحت حال رکھنے کو معرفت کہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ معرفت کو علم سے زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ (کشف المحجوب)

اللہ تبارک تعالیٰ کے ارشاد مبارکہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ کی تشریح کرتے ہوئے۔ مدرسہ نبوی کے سب سے پہلے مفسر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں لِیَعْبُدُوْنِ کا مقصد لِیَعْرِفُوْنِ ہے۔ یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو معرفت کے سوا کسی کام کیلئے پیدا نہیں کیا مگر اکثر خلقت اس سے روگردان ہے سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ عزوجل نے برگزیدہ کیا۔ اور دنیا کی ظلمتوں اور تاریکیوں سے نجات دی۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ خدا کی محبت کی حقیقت اور ولایت کا ثبوت اس کی معرفت کے بغیر درست قرار نہیں پاتا۔

معرفت۔ سبب تخلیق کائنات:۔

حدیث قدسی ہے۔

کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔

''میں ایک مخفی خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے

Marfat.com

خلقت کو پیدا کیا۔''

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ والی مذکورہ بالا آیت اور اس حدیث قدسی پر غور کیا جائے تو دونوں کا مافی الضمیر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی رضا یہی ہے کہ مخلوق میری معرفت حاصل کرے اور عبادت کرے۔

تصوف کا ماحصل اور نکتہ عروج بھی یہی ہے
یعنی حق تعالیٰ کی معرفت اور اعمال میں اخلاص

ایک دفعہ جنگ سے واپس آنے والے مجاہدین کیلئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔
قَدِمْتُمْ خَیْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ
''خوش آمدید تم ایک چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آ گئے ہو۔''
عرض کیا گیا کہ وہ بڑا جہاد کیا ہے آپ نے فرمایا! مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ
یعنی بندے کا مجاہدہ خواہش نفس کے خلاف

رسول مقبول ﷺ نے فرمایا۔
اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ۔
''مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے۔''

Marfat.com

مقاصد تخلیق کی تکمیل کا زینہ:۔

تصوف وطریقت

انسانی تخلیق کے جو مقاصد سابقہ سطور میں بیان کئے گئے ہیں۔ان کی کماحقہٗ تکمیل کیلئے اولیائے کرام نے جو جادۂ عمل اختیار کیا ہے وہ ہے راہِ طریقت و تصوف۔سلوک وتصوف کی اصل غرض وغایت اور صوفیاء کرام کا اصل نصب العین ہے اللہ کی خشیت اور محبت ،عمل میں اخلاص واحسان ،زہد وتوکل اور یقین جیسی روحانی اور قلبی کیفیات کی تحصیل اور اخلاق کا تزکیہ۔اور یہ باتیں کتابی مطالعہ سے حاصل نہیں ہوتیں بلکہ اس دولت کے حامل کسی صوفیِ باصفا اور مردِ کامل کے سامنے زانوئے تلمذتہ کرنا پڑتا ہے اور اس مقصد کے حصول کیلئے تصوف وطریقت کی راہ اختیار کرنے کے بغیر چارہ نہیں۔

تصوف کا ماحصل:۔

تصوف یہ تمام مقاصد پورے کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت،علم وعمل میں اخلاص،ذکر لسانی وقلبی اور تزکیہ نفس اور اللہ کی رضا کا حصول۔

مزید یہ کہ تصوف وطریقت درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَ یُزَکِّیْھِمْ ❶ اور قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ❷ کی عملی تفسیر ہے۔طریقت کی اس وادی میں قدم رکھنے والا سالک (صوفی) ظاہری اور باطنی امراض سے پاک و

---

❶ ترجمہ:اوران کو پاک کرتا ہے۔(آل عمران۔۱۶۴)

❷ اس نے فلاح پائی جس نے تزکیہ نفس کرلیا۔(سورۃ الاعلیٰ۔۱۲)

Marfat.com

صاف ہو جاتا ہے وہ کفر و شرک، حرص و ہوا، بغض وحسد، غرور و تکبر، ریا کاری و شہرت پسندی جیسی عادات بد سے اجتناب کرتے ہوئے خالصۃً قرب الٰہی کے حصول کیلئے راہ خدا میں آنے والی تکالیف و مصائب خندہ پیشانی اور صبر و استقلال سے برداشت کرتا ہے۔ خلق سے سب علائق قطع کر کے انتہائی یکسوئی کے ساتھ خالق کائنات کی طرف رجوع کرتا ہے، جس پر ارشاد باری تعالیٰ: وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلاً ❸ شاہد ہے۔ وہ اسباب دنیا سے منہ موڑ کر مسبب الاسباب پر تکیہ کرتا ہے۔ اور یَھْدِیْ اِلَیْہِ مَن یُّنِیْب ❹ کی حقیقت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

ہر وقت اللہ کی یاد میں مگن رہنے سے اس کا دل نورِ وحدت سے منور ہوتا چلا جاتا ہے اور تجلیاتِ باری تعالیٰ کا مہبط بن جاتا ہے۔ سالک عبادت میں روحانی کیف اور خوشگوار لذت محسوس کرتا ہے جو اسے دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیتی ہے ۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

---

❸ اور سب سے تعلق توڑ کر اسی (اللہ) کا ہو کر رہ جا۔ (سورۃ المزمل۔۸)
❹ وہ اپنی طرف ہدایت دیتا ہے اس کو جو رجوع کرتا ہے۔ (سورۃ الشوریٰ۔۱۳)

Marfat.com

مذکورہ مقام کا حصول کوئی مشکل بات نہیں ۔ لیکن تمام تر منازل کو کامیابی کے ساتھ طے کرنے کیلئے کسی بدرقہ یا راہنما (1) کی ضرورت ہے جس کو دوسرے الفاظ میں شیخ سلسلہ ہادی و مرشد اور پیر طریقت کہا جاتا ہے۔ وہ واقف حال ہوتا ہے اس لئے دشوار گزار راستے کی مشکل سے مشکل گھاٹیوں سے گزار کر کامیابی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

(اقبال)

تصوف اور طریقت کے تمام اعمال و وظائف کا مقصد توحید کے احوال ماسوٰی سے آزادی تصفیہ اخلاق، اتباع سنت، عبادت میں خشوع وخضوع تزکیۂ نفس اور حسن معاملات پر مشتمل ہیں اور سب کا مقصد اور نزول ایک ہی ہے اور وہ ہے:

''حق تعالیٰ کی معرفت اور رضا کا حصول''

اور خالق کائنات کی معرفت اور رضا کے حصول کیلئے ضروری ہے۔

عمل میں ''اخلاص اور عشق''

---

(1) اس دور میں پیر و مرشد کے بھیس میں شعبدہ باز اور دنیا دار تو بہت ملتے ہیں لیکن کامل طور پر زہد تقویٰ کا حامل و عالم دین متین اور پابند شریعت راہبر بہت تلاش سے ملتا ہے۔

Marfat.com

آپ تصوف پر لکھی گئی ضخیم سے ضخیم کتب کا اول سے آخر تک مطالعہ کر لیں بزرگان راہ تصوف اور عارفان حقیقت کے اقوال پڑھ لیں سب کے سب کا خلاصہ یہی ہوگا کہ تصوف اور اس کے جملہ اشغال انسان کے دل میں اخلاص اور عشق الٰہی کی چنگاری روشن کرنے کا ذریعہ ہیں، کیونکہ جو کام عشق کی طاقت اور اخلاص کی برکت سے انجام پا سکتا ہے وہ اس کے بغیر کسی صورت میں ممکن نہیں۔

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ (اقبال)

عقل و خرد سے معرفت حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ معرفتِ حق تعالیٰ کے حصول کے مراحل طے کرنے کے لئے عشق اور وجدان کی ضرورت ہے ان کی مدد سے انسان کٹھن سے کٹھن منازل بھی طے کرتا چلا جاتا ہے اور حریم کبریا سے آشنائی حاصل کر لیتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ (اور جو ایمان والے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہے۔) اور یہ جذبۂ محبت جب شدت اختیار کرتا ہے تو اسی کا نام عشق ہے۔

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں (اقبال)

Marfat.com

تصوف: ذریعہ تہذیب واصلاحِ نفس

تصوف چند ایسے اشغال واعمال پر مشتمل ہے جن میں ذکر وفکر، مراقبہ، رابطہ وصحبتِ شیخ، مکمل اتباعِ سنت، اعمال میں اخلاص اور حسن اخلاق کے ذریعہ صوفی یا سالک کی سوچ و بچار کا رخ خالق کائنات کی طرف موڑ دیا جاتا ہے اس کے قلب وذہن میں اللہ کا خوف اوراس کی محبت تمام تر موجودات سے زیادہ راسخ کردی جاتی ہے سالک ماسوئی سے بے نیاز ہو جاتا ہے اوراس کے دل میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق فزوں تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ وہ ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات پر قابو پا کر اخلاق رذیلہ سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے اور اس میں یقین صادق پیدا ہو جاتا ہے کثرت ذکر سے اس کا قلب روشن اور درد آشنا ہو جاتا ہے دل میں رقت پیدا ہو جاتی ہے وہ نیاز مندی اور عاجزی وانکساری کا پیکر بن جاتا ہے اوراس کے نفس کی تہذیب واصلاح ہو جاتی ہے۔

ان سب باتوں کا تعلق نہ عقائد سے ہے نہ اعمال سے بلکہ یہ سب قلبی کیفیات اور احوال ہیں اور دین میں ان کی اہمیت وہی ہے جو جسم میں روح کی ہوتی ہے ان کے حصول کیلئے قربت اور صحبت شیخ، ذکر وفکر اور جذب وسلوک کی ضرورت ہے اوراسی کا نام تصوف ہے۔

تصوف: حضور قلب اوراحسان کی عملی تفسیر ہے

تصوف ایک مخصوص رجحان اور نظام تربیت ہے جس سے انسان میں

Marfat.com

اللہ رب العزت کی محبت اور حقیقی اطاعت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور انسان احکام خداوندی کی بجا آوری میں ظاہری اطاعت تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ یہ جذبہ اس کی روح کی گہرائی تک اتر جاتا ہے اور وہ دل و جان سے حق تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرتا ہے محض اس کا جسم اور اعضاء ہی رکوع وسجود میں مصروف نہیں ہوتے بلکہ اس کا دل بھی بارگاہ ایزدی میں جھک جاتا ہے۔ اس کا ایک ایک بُنِ مو ذکر الٰہی سے سرشار ہو جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اسی کیفیت کو حضور قلب بھی کہتے ہیں اور یہ احسان کی عملی تفسیر ہے جس کا ذکر مشہور حدیث جبریل میں ہے۔

احسان (حدیث جبریل کی روشنی میں):۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک دن ناگاہ ایک شخص وارد ہوا اس نے نہایت سفید کپڑے پہن رکھے تھے اور اس کے بال انتہائی سیاہ رنگ کے تھے۔ اس پر سفر کا کوئی نشان ظاہر نہ تھا اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا نہ تھا وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رو برو دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھ کر عرض کیا ''یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اسلام کے بارے میں خبر دیجئے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر طاقت ہو تو بیت اللہ

Marfat.com

شریف کا حج کرے۔'' اس نے کہا '' سچ فرمایا آپ ﷺ نے۔'' پس ہم نے تعجب کیا اس وجہ سے کہ وہ آپ سے سوال بھی کرتا ہے اور پھر تصدیق کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ '' مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ تو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور ایمان لائے تقدیر پر کہ بھلائی اور برائی اسی کی طرف سے ہے۔'' اس نے کہا کہ سچ فرمایا آپ ﷺ نے پھر کہا مجھے احسان کے بارے میں خبر دیجئے فرمایا (احسان یہ ہے) کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے (گویا) تو اسے دیکھ رہا ہے پس اگر تو نہ دیکھ سکتا ہو تو وہ تو تجھے دیکھتا ہے۔

حدیث مذکور کے تیسرے حصہ کا تعلق احسان سے ہے اور احسان کی یہی کیفیت تصوف کی شکل اختیار کر گئی کیونکہ صوفیاء احسان کی اس کیفیت کی تلقین کرتے تھے کہ خلوص اور دل کی گہرائی سے اللہ جل شانہٗ کی عبادت کا حق ادا کیا جائے تا کہ حلاوتِ ایمان نصیب ہو ورنہ ظاہر پرستی تو زبان تک محدود رہتی ہے اور اس کا دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

مزید تشریح کیلئے بہتر سمجھتا ہوں کہ اپنے شیخِ طریقت، عالم باعمل اور ولی کامل حضرت صوفی عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات زیب قرطاس کروں، وہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام چند ایک اعمال کے مجموعہ کو فرمایا گیا ہے۔ اور ایمان چند ایک عقائد کو فرمایا گیا ہے۔ عقیدہ وعمل دونوں کے ذکر

Marfat.com

کے بعد ایک تیسری اور ان دونوں سے بلند تر منزل احسان کی آتی ہے جس کا تعلق جاننے ماننے اور کرنے سے نہیں بلکہ مشاہدہ اور رُویت سے ہے اور یہی سلوک و طریقت کی منزل ہے اسی لئے عارف کامل فاضل بے بدل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل تصوف کی بجائے اہل احسان ہی کی اصطلاح اختیار فرمائی ہے جو کہ قرآن پاک کی آیت وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا هُمْ بِاِحْسَانٍ سے اخذ کی گئی ہے۔ شیخ محترم رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں۔

اصل سوال تو یہ ہے کہ اسلام کے ارکان اور ایمان کے اجزاء تو بے شک کتابوں سے دریافت ہو جاتے ہیں لیکن ہر عمل کے پیچھے ایک روحِ عمل کارفرما ہوتی ہے اور وہ محض کتابوں اور نوشتوں سے حاصل نہیں ہوسکتی، بلکہ قلب کو مرتبہ احسان تک پہنچانا باطن کا تزکیہ، نفس کی جلا اخلاق کی پاکیزگی، عادت وخصلت میں ایثار، یہ سب ایک زندہ معلم کے بغیر ممکن نہیں جو قانون اور ضابطے کتابوں میں درج ہو سکتے تھے وہ درج کر دئے گئے، لیکن جو کیفیات ایک قلب سے دوسرے قلب میں منتقل ہونے والی تھیں وہ کاغذوں پر کس طرح آ سکتیں تھیں۔ اس لئے حضور پرنور سرور کون ومکان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مَا صَبَّ اللّٰه شیاءً فِیْ صَدْرِیْ اِلَّا سَبَبْتُه فِی صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا تھا وہ میں نے ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی ایسی بات بھی ہے جو سینے سے سینے میں ڈالی

Marfat.com

جاتی ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا ''عمر جانتے ہو سائل کون تھا''؟ میں نے عرض کیا کہ ''اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں''۔ فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

ثابت ہوا کہ اللہ کا دین تین اجزا سے مرکب ہے اسلام، ایمان اور احسان۔ یعنی احسان کے بغیر دین مکمل نہیں۔ اور سلوک و تصوف و طریقت ہی احسان ہے۔ گویا سلوک و تصوف عین دین بلکہ دین کی روح ہے۔

تفہیمات الٰہیہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ تیسرا فن مقاصد شرعیہ کے ماخذ کے لحاظ سے بہت باریک اور گہرا ہے اور تمام شریعت کیلئے اس فن کی وہی حیثیت ہے جو جسم کے لئے روح کی اور لفظ کیلئے معنی کی ہیں۔

حدیث جبرائیل علیہ السلام کی تاریخی حیثیت اس اہمیت میں اور بھی اضافہ کرتی ہے جبریل امین علیہ السلام کا انسانی صورت میں آ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ کلام کرنا اس زمانے کا واقعہ ہے، جب حضور ﷺ حجۃ الوداع سے واپس آ چکے تھے۔ دین کی تکمیل ہو چکی تھی اور ایک ہی مجلس میں دین کا خلاصہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سوالات کے ذریعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے کہلوا دیا کہ دین مرکب ہے تین امور سے (ان میں سے ایک بھی کم ہو تو دین کی تکمیل نہ ہو گی)۔ مثال کے طور پر نماز مغرب کی تین رکعات ہیں۔ اگر کوئی شخص دو رکعات

84750

Marfat.com

ادا کرے اور تیسری رکعت ادا نہ کرے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح جب قلبی احوال، اخلاص، توکل، خشیت اور مشاہدہ حق کو چھوڑ دیا تو دین مکمل نہ ہوگا۔

عبادات کی روح! احسان :۔

مندرجہ بالا سطور سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ حدیث جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تقاضا یہ ہے کہ احکام خداوندی کی بجا آوری صرف ظاہری اعضاء و جوارح تک ہی محدود نہ رہے، بلکہ روح کی گہرائی تک اتر جائے اور دل بھی راکع و ساجد ہو۔ اس کیفیت کو حضور قلب کہا جاتا ہے، حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِص ط

''یعنی نماز نہیں ہوتی جب تک دل حاضر نہ ہو، خبردار عبادت و اطاعت خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے''۔

اور اسی سلسلے میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کا قول ہے:

لَا اَعْبُدُ رَبًّا لَمْ اَرَاہُ۔

''میں ایسے رب کی عبادت نہیں کرتا جس کو میں دیکھتا نہ ہوں۔''

اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں جس وقت عبادت کرتا ہوں تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوتا ہوں، نیز قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصاً لَّہُ الدِّیْنَ۔

Marfat.com

''پس عبادت کریں اللہ کی خالص طور پر اس کی اطاعت کرتے ہوئے۔''

قرآن اور حدیث کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ دین کی تکمیل کیلئے عقائد کی درستی اور اعمال میں خلوص کے علاوہ انسان کے قلب اور باطن کی شمولیت کے ساتھ خصوصی کیفیات مثلاً اللہ تعالیٰ کی محبت، خشوع وخضوع اور اخلاص کا ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ ایمان کی حلاوت نصیب ہو اور عبادت کا حق ادا ہو جائے۔

نفس اور قلب

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''قلب فی ذاتہٖ پاکیزہ اور نورانی ہے۔ اور نفس فی ذاتہٖ خبیث ہے۔ ظلمت اس کی ذاتی صفت ہے ظلماتی نفس کی ہم نشینی سے جو زنگار دل پر آجائے تو وہ تھوڑے سے تصفیہ کے ساتھ اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے اور نورانی ہو جاتا ہے۔ لیکن نفس جب تک قلب کی سیاست سنت کی مطابقت اور شریعت کے اتباع بلکہ فضل خداوندی سے پاک وصاف نہ ہو جائے اور اس کی ذاتی خباثت دور نہ ہو جائے تب تک اس کی نجات اور بہتری متصور نہیں۔''

(مکتوب ۳۱۳ دفتر اول)

Marfat.com

حصول مقصد کیلئے **وسیلہ** اختیار کرنا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○ (سورہ المائدہ:۳۵)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرواور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرواور اس کی راہ میں جدوجہد کروتا کہ فلاح پا جاؤ۔''

اور اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو بندہ کو رغبت اور محبت کے ساتھ اپنے خالق اور معبود کے قریب کر دے سلف صالحین ،صحابہ اور تابعین نے اسی آیۃ مبارکہ کی تشریح میں وسیلہ کی تفسیر طاعت ،قربت ،ایمان اور عمل صالح سے کی ہے۔یعنی ایمان کی حالت میں نیک اعمال پر خلوص عبادات اتباع سنت اور ذکر وغیرہ رب ذوالجلال تک رسائی کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں ،لیکن اولیاء اللہ صالحین اور اپنے شیخ و مرشد کے وسیلہ ہونے میں کون شبہ کرسکتا ہے۔

قرآن پاک میں سورۃ بنی اسرائیل کی مندرجہ ذیل آیت میں بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ

(سورۃ بنی اسرائیل: ۵۷)

Marfat.com

''وہ لوگ جن کو یہ مشرک پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ کونسا بندہ (اللہ کے) بہت نزدیک ہے۔اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوف زدہ ہیں۔''

بنی اسرائیل کی مذکورہ بالا آیت سے یہ وضاحت ملتی ہے کہ برگزیدہ ہستیوں اہل اللہ اور مقرب بندوں کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جا سکتا ہے اور ان سے دعا کیلئے التماس کرنا جائز ہے۔ نیز جیسا کہ سورۃ نساء میں ہے'' وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کے پاس آتے اور مغفرت طلب کرتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے'' یعنی اپنے مغفرت طلب کرنے کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کا وسیلہ بھی اللہ کی رحمت اور مغفرت کا ذریعہ بن جاتا۔

طریقت میں راہنمائی کیلئے کسی راہنما، بدرقہ، شیخ اور مرشد کی ضرورت ہے۔

قرآن حکیم میں مزید ارشاد ہوتا ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ۔ (سورۃ لقمان:۱۵)

''اور پیروی کرو اس کے راستہ کی جس نے میری طرف رجوع کیا۔''

اس آیۃ مبارکہ میں رب ذوالجلال کا ارشاد گرامی واضح طور پر ملتا ہے کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کی اتباع اور پیروی اختیار کی جائے جو رب کائنات کی طرف رجوع کئے ہوئے ہیں اس کی رضا کے حصول کے متمنی ہیں۔

کیمیا پیدا کن از مُشتے گِلے

بوسہ زن برآستانِ کاملے

"کسی مردِ کامل کے آستانے سے وابستہ ہو جاتا کہ تیری مٹھی بھر مٹی میں کیمیا کے اثرات پیدا ہو جائیں اور خاکِ بے بضاعت سونا بن جائے۔"

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مقصود حق سبحانہ وتعالیٰ ہے اور پیر حق تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مذکورہ آیت میں وسیلہ سے مراد مرشد کی بیعت ہے اور اسی آیت کی تشریح کرتے ہوئے شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اہل سلوک نے اس آیت سے سلوک کی طرف اشارہ مراد لیا ہے اور وسیلہ مرشد کو قرار دیا ہے۔ لہٰذا حقیقی فلاح اور نور کے حصول کیلئے مجاہدہ سے قبل مرشد کی تلاش ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کی سنت اسی طرح جاری ہے۔ لہٰذا مرشد کے بغیر راہنمائی شاذ و نادر ہے۔"

Marfat.com

چنانچہ بڑے بڑے علماءِ دہر کو بھی حقیقت کی راہ شیخ طریقت کے بغیر میسر نہ آسکی اور مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ جیسے عالم بے بدل کو کہنا پڑا۔

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزے نہ شد

''مولوی اس وقت تک مولائے روم نہ بن سکا جب تک کہ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا غلام نہ ہوا۔''

فقط مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ہی نہیں، بلکہ راہ طریقت کے اس سفر میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیرانِ پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، جیسے جلیل القدر اولیائے عظام اور ان جیسے دیگر ہزاروں بزرگان راہ طریقت کو بھی کسی نہ کسی صاحب رشد و ہدایت اور اہل اللہ کے سامنے زانوئے عقیدت و ارادت تہہ کرنا پڑا۔ حصول نسبت کے لئے وہ بیعت ہوئے اور کسی نہ کسی واقف راہ طریقت و معرفت کی راہنمائی میں انہوں نے سلوک کی منازل طے کیں۔

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار ہم مست

Marfat.com

''اس میخانہ طریقت کی شراب حقیقت سے جذب و مستی میں
آنے والا اکیلا میں ہی نہیں بلکہ حضرت جنید، شبلی اور عطار
رحمتہ اللہ علیہم نے بھی یہی راہ اختیار کی۔''

حضرات ائمہ شریعت و آئمہ طریقت رحمۃ اللہ علیہم سے بہتر فطری صلاحیت اور استعداد کس میں تھی جو کہ مادر زاد اولیاء اللہ تھے جن کی کرامات شکم مادر میں ہی ظاہر ہونے لگیں ان میں ہر ایک میدان عمل کا بے مثل شاہ سوار تھا، لیکن پھر بھی انہیں کسی نہ کسی زندہ شخصیت کے توسّل اور توسّط کی ضرورت پڑی حتیٰ کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جب حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے دو سال ہو گئے تو کسی نے پوچھا حضور کا سن شریف کیا ہے تو آپ نے فرمایا دو سال۔ عرض کی ''حضور مجھ سے اِستہزا فرماتے ہیں'' فرمایا! ''میں جاہل نہیں ہوں کہ ٹھٹھا کروں بلکہ میں عمر اسی دن سے شمار کرتا ہوں جس دن سے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔'' بلکہ آپ نے ایک جگہ یوں بھی فرمایا:

لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ۔

''یعنی اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان بن ثابت (امام اعظم ابو
حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) ہلاک ہو جاتا۔'' (تحفۃ الاخوان)

آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صرف کتابی علم ہی سے مزین نہیں فرمایا

Marfat.com

تھا، بلکہ ان میں طریقت کی روح اور احسان کی کیفیات پیدا فرمائیں جن پر آپ کی حدیث مبارک شاہد ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

مَاصَبَّ اللّٰہُ شَیْئًا فِیْ صَدْرِیْ اِلَّا صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ

''یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی میرے سینے میں ڈالی تھی وہ میں نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں ڈال دی۔'' (حضرات القدس)

معلوم ہوا کہ کوئی ایسی چیز بھی ہے جو ایک سینے سے دوسرے سینے میں منتقل کی جاتی ہے اور یہی چیز دین کی اصل ہے جو کتب کے مطالعہ سے میسر نہیں آ سکتی، بلکہ کسی مرد کامل کے فیضان نظر سے پیدا ہوتی ہے۔

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت از کتب دیں از نظر (اقبال)

''اے بے خبر دین کو کتابوں میں تلاش نہ کر علم و حکمت تو کتابوں سے میسر آ سکتے ہیں۔ لیکن دین فیضان نظر سے آتا ہے۔''

اسلام کے ارکان اور ایمان کے اجزا تو کتابوں سے مل سکتے ہیں لیکن تزکیہ نفس، تصفیہ باطن اور احسان کے درجہ کا حصول بغیر کسی عارف مرشد اور راہنما

Marfat.com

کے ممکن نہیں اور جب تک زبانی معمولات سے گزر کر قلبی کیفیات پیدا نہیں ہوتیں اس وقت تک آدمی مقصد کو نہیں پا سکتا اور اس امر کیلئے کسی مرد کامل کی سرپرستی کا حصول ضروری ہے۔

قال را بگزار مردِ حال شو
پیش مردے کاملے پامال شو

''طریقت کے معاملات میں صرف زبانی ذکر کی حد تک نہ رہ بلکہ اس کا اطلاق اپنے قلب و روح پر بھی کر اور اس مقصد کیلئے کسی مرد کامل کے دامن سے وابستہ ہو جا۔''

واقف راہِ منزل:۔

یہ قاعدہ اور اصول ہے کہ منزل کا راستہ اس شخص سے دریافت کیا جاتا ہے جو راستے سے واقف اور باخبر ہو۔ اور قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

اَلرَّحْمٰنُ فَاسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا۔ (الفرقان : ۵۹)

''یعنی رحمٰن کے بارے میں کسی باخبر سے پوچھ۔''

نیز سورۃ النحل میں ارشاد ہے:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

(النحل:۴۳)

''اگر تم علم نہیں رکھتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو''۔

Marfat.com

اور مصلحت اسی میں ہے کہ کوئی کام سرانجام دینے سے قبل کسی واقف کار سے راہنمائی حاصل کرلی جائے۔ اگر کوئی خود اپنی مرضی سے کوئی کام سرانجام دینا چاہے یا کسی نادیدہ منزل کی طرف خود ہی چل نکلے تو ہوسکتا ہے کہ راستے کی ناواقفیت کی بنا پر وہ بھٹک جائے یا مشکلات اور گمراہی سے دوچار ہو جائے اور اس امر پر ارشاد نبی مکرم ﷺ شاہد ہے:

مَنِ اسْتَغْنٰی بِرَأْیِہٖ ضَلَّ۔

''یعنی جو اپنی رائے کے ساتھ بے پرواہوا وہ گمراہ ہوا۔''

پس مجاہدات کا آغاز کرنے اور تصوف وسلوک کی راہ اختیار کرنے سے پہلے کسی شیخِ طریقت کو اپنا مقتدا اور راہنما بنالینا چاہیے ورنہ بھٹکتے رہنے کا اندیشہ ہے عوارف المعارف میں حضرت بایزید بسطامی کا ایک قول نقل کیا گیا ہے:

مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ شَیْخٌ فَاِبْلِیْسُ شَیْخُہٗ۔

''جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہوتا ہے۔''

اہل اللہ اور صالحین کی صحبت:۔

نیک وصالح لوگوں اور اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا ان کی باتیں سننا انتہائی سعادت اور برکت کا باعث ہے۔ اللہ والوں کی مجالس میں بیٹھنے اور صحبت اختیار کرنے سے خیر ونیکی کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں سورۃ توبہ کی آیۃ مبارکہ سے بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے ارشاد خداوندی ہے:

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ؁

(سورة التوبه: ۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

قطب ربانی حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے ''اللہ تعالیٰ کی محبت توحید کی اساس ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت بھی اہل اللہ کی محبت اور صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ایک موحد اور مخلص ولی، اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کا خلیفہ اور نائب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے برگزیدہ کیا اور اپنا قرب عطا فرمایا ہے ساتھ ہی اسے اپنے کلام کے معنی اور مطالب سمجھنے کیلئے شرح صدر عطا فرمایا ہے اور اسے نوع انسانی کی راہنمائی اور روحانی اور باطنی تزکیہ و اصلاح کے لئے معین فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ وہ دلوں کی کدورت اور عقل و خرد کی گمراہی و کج بینی کو رفع کر کے بندگان خدا کو راہ مستقیم پر لے آتا ہے۔

پس یہی شخص نائب حق اور خلیفۃ اللہ فی الارض ہے یہی شخص بنی آدم میں تخلیق کائنات کی نہایت و انتہا ہے وہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع، توحید الٰہی کا محافظ اور نوع انسانی کا نجات دہندہ ہے لہٰذا میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ ایسے شخص کی صحبت اور محبت کو لازم پکڑ اور اس کے روحانی و باطنی فیوض سے استفادہ کر یہی شخص تیرے قلب و دماغ کی کدورتوں کو دھو کر انہیں عشق الٰہی اور نور توحید سے

Marfat.com

روشن اور تابناک کرسکتا ہے۔''

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

''اولیا کرام کی صحبت میں گھڑی بھر بیٹھنا سو سال کی بے ریا

عبادت سے بہتر ہے۔''

الحدیث، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''صالحین ایسی قوم ہے جن کی صحبت میں بیٹھنے والے بدبخت نہیں ہوتے۔ (بخاری ج۔۲)

صحبت کی برکات:۔

رب ذوالجلال کے ایسے ہی برگزیدہ بندوں کی صحبت اختیار کرنے کے سلسلے میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں آپ مکتوب نمبر ۱۲۰ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں: ''فرصت بہت تھوڑی ہے اور اسے اعلیٰ ترین مقصد میں صرف کرنا ضروری ہے اور وہ ہے اربابِ جمعیت کی صحبت، کیونکہ صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ رسول ﷺ کے اصحاب صحبت ہی کے باعث انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا سب غیر صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں اگرچہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عمر مروانی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) ہی کیوں نہ ہوں، حالانکہ دونوں حضرات صحبت [1] کے

---

[1] صحبت کی فیوض و برکات کا اندازہ آپ اس امر سے لگائیں کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

بقیہ اگلے صفحہ پر

Marfat.com

سوا تمام درجات کی انتہائی بلندیوں اور تمام کمالات کی آخری حد تک پہنچے ہوئے تھے‘‘۔

حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے راہ خدا میں جو نصف صاع ❷ جو خرچ فرمایا ہے اگر دوسرا احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو اس کے برابر نہیں ہو سکتا‘‘ یہ فرق ان باطنی کمالات کی وجہ سے ہے جو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے حاصل ہوئے تھے۔

راہ حق پر چلنے کے لئے کسی مرد کامل کی صحبت بہت ضروری ہے ورنہ راہ مستقیم سے بھٹک جانے کا اندیشہ ہے حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے ’’صحبتِ ناآشنا سے اس طرح بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو۔ اگر صحبت میں اہل باطن سے مشغول ہو تو ظاہر میں غیر اللہ سے بھی پرہیز کرو باطنی صحبت کی صحت کی علامت یہ ہے کہ روحانی فیض دل پر اثر کرتا ہے اور ماسوی اللہ سے خلاصی پاتا ہے۔‘‘

آپ نے دیکھا کہ اہل اللہ تو صحبت ناآشنا سے پرہیز کی تاکید کرتے ہیں تو اندازہ لگائیں کہ صحبت بد انسان کو گمراہی اور برائی کے کتنے عمیق گڑھوں میں گرا سکتی ہے۔

سے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کون افضل ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصاحبت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے نتھنوں میں جو غبار داخل ہوا وہ بھی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کئی درجے بہتر ہے۔ (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۲۰۷ دفتر اول)

❷ ایک صاع = تقریباً ساڑھے تین سیر

Marfat.com

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالع ترا طالع کند

''نیک کی صحبت تجھے نیک کرتی ہے اور برے کی صحبت تجھے برا بناتی ہے۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''نیک دوست اور برے دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مشک (کستوری) بیچنے والا اور لوہار کی بھٹی دھونکنے والا مشک بیچنے والا تو تم کو وہی دے گا جو اس کے پاس ہے اور کچھ نہ سہی تو خوشبو تو ضرور ملے گی اور بھٹی دھونکنے والا تمہارے کپڑے جلادے گا اور کچھ نہ سہی تو اس کی بدبو تو ضرور پہنچے گی۔ (بخاری ومسلم)

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد سے نکل رہے تھے کہ مسجد کے دروازے پر ایک شخص ملا اور سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے، یہ سن کر وہ شخص دل میں کچھ شرمندہ ہوا اور پھر عرض کیا کہ میں نے قیامت کے لئے بہت نماز روزے اور صدقات تو جمع نہیں کئے مگر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو سن لو کہ تم (قیامت میں) اسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبت رکھتے ہو۔

Marfat.com

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (الحدیث)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ سے یہ جملہ سن کر اتنے خوش ہوئے کہ اسلام لانے کے بعد اس سے زیادہ خوشی کبھی نہ ہوئی تھی۔ اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (الحمد اللہ) میں اللہ تعالیٰ سے، اس کے رسول ﷺ سے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہوں اس لئے اس کا امیدوار ہوں کہ انہی کے ساتھ ہوں گا۔ (قرطبی)

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّیْ (سورۃ یوسف۔۵۳)
"بے شک نفس تو ضرور برائی کا حکم دیتا ہے مگر وہی (بچتا ہے) جس پر میرا رب رحم کرے۔"

رسول مقبول ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے استفسار کیا "ایسے رفیق کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس کا حال یہ ہو کہ اگر تم اس کا اعزاز و اکرام کرو، کھانا کھلاؤ، کپڑے پہناؤ تو وہ تمہیں بلا ومصیبت میں ڈال دے اور اگر تم اس کی توہین کرو بھوکا ننگا رکھو تو تمہارے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ اس سے زیادہ برا ساتھی تو دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا"۔ آپ ﷺ نے فرمایا! "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تمہارا نفس جو تمہارے پہلو میں ہے وہ ایسا ہی ساتھی ہے"۔ (قرطبی)

Marfat.com

طریقہ نقشبندیہ مجددیہ

تعارف' فضائل اور امتیازی خصوصیات

دین اسلام میں قرب الٰہی کے حصول کیلئے چار مشہور سلسلے رائج ہیں۔ ہر ایک کا اپنا اپنا طریقہ عمل ہے لیکن مقصد چاروں کا ایک ہی ہے اللہ کی رضا اور قرب الٰہی کا حصول۔ چاروں سلسلے نورٌ علیٰ نور اور موصل الی اللہ ہیں۔ باعث برکت ورحمت ہیں۔ لیکن طریقہ عالیہ نقشبندیہ کچھ اعلےٰ خصوصیات کی بنا پر دیگر سلاسلُ کی نسبت خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ دوسرے سلسلوں میں مشکل عملیات ووظائف اور پُر مشقت چلّے ہیں جبکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سادہ، آسان اور قریب ہونے کی وجہ سے سبقت کا حامل ہے۔ درج ذیل خصوصیات اس امر پر شاہد ہیں۔

نسبتِ صدیقی:۔

اس بلند طریق کے سرِ حلقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام کے بعد تحقیقی طور پر تمام بنی آدم سے افضل ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو وہ نسبتِ اخص الخواص حاصل ہے۔ جس سے آپ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ممتاز ہیں۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا صَبَّ اللّٰہُ شَیْءً فِي صَدْرِیْ اِلَّا صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ

جو کچھ اللہ نے میرے سینے میں ڈالا تھا میں نے وہ سب کچھ حضرت

Marfat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں ڈال دیا ہے۔ اس سے اس حقیقت کا اظہار بھی ہوتا ہے کہ روحانیت اور فیض سینہ بہ سینہ بھی چلتا ہے نیز یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا علم اور باطنی کمال جملہ اولیائے امت سے افضل بلکہ آپ کا درجہ بعداز انبیا امت محمدیہ میں سب سے افضل اور اکمل ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کو تمام اُمت کے ایمان سے وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پلہ بھاری ہوگا۔

- آپ کی رفعت شان کے متعلق کیا کہا جائے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں آپ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔
- ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ میری اُمت پر سب سے زیادہ شفیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ مزید فرمایا کہ کسی نے ہم پر احسان نہیں کیا جس کا ہم نے بدلہ نہ چکا دیا ہو سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ اس کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ چکائے گا۔

سلسلہ عالیہ کی تعریف میں حضرت امامِ ربانی قیوم زمانی خزینہ الرحمۃ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات سے اقتباس درج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نسبت شریفہ کا ظہور اتم آپ کی ذات پر ہوا ہے اللہ اللہ اس سلسلہ عالیہ کی شرافت کے کیا کہنے جس کی ابتداء افضل البشر بعد الانبیاء سے ہے اور جس کے وسط میں قطب الاقطاب حضرت سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ اور حضرت امام

Marfat.com

ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ہیں۔ (جن کی ذاتِ ستودہ صفات اس اُمت میں اولوالعزم مرسل کے قائم مقام ہے) اور اسی سلسلہ کے آخری رکن حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے۔ (بحوالہ مکتوبات امام ربانی قدس سرہٗ)

''ہمہ شیرانِ جہاں بستہ ایں سلسلہ اند''

اقتباسات از مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

''اولیاء اللہ کے تمام سلسلوں کے درمیان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے پس صحو (ہوشمندی و بیداری) کی نسبت ان میں غالب ہوگی۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کمالات ان پر ظاہر ہوں گے۔ اس لئے ان کی نسبت تمام سلسلوں کی نسبت سے بڑھ کر ہوگی۔ جیسا کہ ان بزرگوں کی عبارتوں سے واضح ہے۔ اِنَّ نِسبَتَنَا فَوقَ جَمِیعِ النِّسَبِ (بے شک ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بالاتر ہے)۔ دوسروں کو ان کے کمالات کا کیا پتہ اور ان کے معاملات کی کیا خبر میں نہیں کہتا کہ تمام مشائخ نقشبندیہ اس معاملہ میں برابر ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ اگر ہزاروں میں اس صفت کا ایک شخص بھی مل جائے تو غنیمت ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام جو ولایت کی اکملیت کیلئے مقرر ہیں ان کو یہ نسبت حاصل ہوگی اور اس سلسلہ کی تتمیم و تکمیل فرمائیں گے۔

کمالات نبوت سے حصہ:۔

تمام ولائتوں کی نسبت اس نسبت عالیہ سے نیچے ہے اس کی وجہ یہ ہے

Marfat.com

کہ باقی سب ولائیوں کو مرتبہ نبوت کے کمالات سے بہت کم حصہ حاصل ہے اور یہ ولایت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہونے کے باعث ان کمالات سے وافر حصہ رکھتی ہے۔ جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے۔

''بہ بیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا''

ترجمہ: دیکھ دونوں میں کس قدر فرق ہے۔ (مکتوب ۲۵۱۔ جلد اول)

- اس طریق میں ایک قدم لگانا دوسرے طریقوں میں سات قدم لگانے سے بہتر ہے۔
- وہ راستہ جو اتباع اور وراثت کے طور پر کمالات نبوت کی طرف کھولا جاتا ہے وہ اسی طریقہ عالیہ کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے طریقوں کی انتہا صرف کمالات ولایت کی انتہا تک ہے۔ وہاں سے آگے کمالات کی طرف کوئی راستہ نہیں کھلا۔ نقشبندی بزرگوں کا طریق اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریق ہے۔ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہ وراثت کے طور پر کمالات نبوت سے حظِّ وافر حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طریق کے منتہی بھی اتباع کے ذریعہ ان کمالاتِ نبوت سے کامل حصہ پا لیتے ہیں۔ وہ مُبتدی اور متوسط جنہوں نے اس طریق کو لازم پکڑا ہے اور اس طریق کے منتہیوں کے ساتھ کامل محبت رکھتے ہیں وہ بھی امیدوار ہیں۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ؎ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس

Marfat.com

سے اس کو محبت ہے۔ (مکتوب ۲۸۱ جلد اول)

- **اتباع سنت رسول ﷺ واجتناب از بدعت:۔**
جان لے کہ جو کچھ طالب کیلئے ضروری ہے اور اس کے ساتھ مکلّف ہے وہ اوامر کا بجالانا اور نواہی سے باز آنا ہے آیۃ کریمہ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (جو کچھ رسول اللہ ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رُک جاؤ)۔

- ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (خبردار دین خالص اللہ کے لئے ہے) اس مطلب پر شاہد ہے اور یہ مقصد بغیر فنا کے حاصل نہیں ہوتا اور محبت ذاتیہ کے سوا متصور نہیں۔ اس لئے طریق صوفیہ کا سلوک بھی جس سے فنا اور محبت ذاتیہ حاصل ہوتی ہے ضروری ہے تاکہ اخلاص کی حقیقت ہاتھ آئے۔

- اس لئے ایسے طریق کا اختیار کرنا جس میں سنت مبارکہ کی متابعت زیادہ لازم اور احکام شرعیہ کے بجالانے کے زیادہ موافق ہو۔ بہت ہی بہتر اور مناسب ہے اور وہ طریقہ مشائخ نقشبندیہ قدس سرہم کا طریق ہے۔ کیونکہ ان بزرگوں نے اس طریق میں سنت کو لازم پکڑا اور بدعت سے اجتناب فرمایا ہے۔

- اس طریقہ عالیہ کا مدار اتباع سنت کے التزام اور بدعت سے اجتناب پر

Marfat.com

ہے۔ معمولی سے معمولی آداب سنت ترک کرنے پر ضامند نہیں ہوتے ۔ظاہر ہے کہ جس طریقہ میں اتباع سنت اور بدعت سے اجتناب زیادہ ہوگا۔اسی قدر اس میں انوارِ مصطفیٰ ﷺ زیادہ ہونگے اور اسی قدر وہ نسبت قوت اور رفعت میں اعلیٰ ہوگی۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''ہمارا طریقہ نادر اور عروۃ الوثقیٰ ہے۔ سنت رسول اللہ ﷺ کی بدرجہ کمال اقتدا کرنا اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنا'' (حضرات القدس)

مزید ارشاد فرمایا:

- ہمارے طریقہ میں کسی کو محرومی نہیں۔ جو کوئی ہمارے طریقہ سے منہ پھیرے وہ جان لے کہ اس کا دین خطرے میں ہے کیونکہ یہ طریق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے طریق کے عین مطابق ہے۔
- جہاں تک ہو سکے رخصت پر عمل کرنا پسند نہیں کرتے اگرچہ بظاہر اس کا نفع باطن میں معلوم کریں اور عزیمت پر عمل کرنا نہیں چھوڑتے اگرچہ بظاہر اس کو باطن میں مضر جانیں۔
- احوال و مواجید کو احکام شرعیہ کے تابع رکھتے ہیں اور ذوق و معارف کو علوم دینیہ کے خادم جانتے ہیں۔ احکام شرعیہ کے قیمتی موتیوں کو بچوں کی طرح وجد و حال کے جوز و مویز کے بدلے ہاتھ سے نہیں دیتے۔ اور

Marfat.com

صوفیہ کی بے فائدہ باتوں پر مغرور و مفتون نہیں ہوتے۔

- نص کو چھوڑ کر فص کی خواہش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا حال دائمی اور ان کا وقت استمراری ہے۔
- ماسواء اللہ کے نقش ان کے باطن سے اس طرح محو ہو جاتے ہیں کہ اگر ماسواء اللہ کے حاضر کرنے میں ہزار سال تک توقف کریں تو بھی میسر نہ ہو۔
- وہ تجلی ذاتی جو دوسروں کیلئے برق کی طرح ہے ان بزرگوں کیلئے دائمی ہے۔
- اور وہ حضور جس کے پیچھے غیبت ہو ان عزیزوں کے نزدیک اعتبار سے ساقط ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (وہ ایسے پختہ کار ہیں کہ تجارت اور خرید و فروخت ان کو ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی) ان ہی کے حال کا بیان ہے۔
- اس کے علاوہ ان کا طریق سب طریقوں سے اقرب اور موصل ہے اور دوسروں کی نہایت ان کی بدایت میں درج ہے اور ان کی نسبت جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے تمام مشائخ کی نسبتوں سے بڑھ کر ہے لیکن ہر کسی کا فہم ان بزرگوں کے مذاق تک نہیں پہنچتا۔

اگر ان بزرگواروں کے خصائص و کمالات میں دفتروں کے دفتر لکھے جائیں تو دریائے بے نہایت کی طرح ہیں۔

Marfat.com

دادیم ترا از گنجِ مقصود نشاں

ترجمہ:۔ہم نے تجھے گنجِ مقصود کی نشان دہی کر دی ہے۔(مکتوب ۲۴۳ جلد اول)

○ اس طریقہ میں طالب کا سلوک شیخ مقتداء کی تقلید پر منحصر ہے اس کے تصرف کے بغیر کچھ کام نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ابتداء میں نہایت کا درج ہونا۔اسی کی شریف توجہ کا اثر ہے اور بے چونی اور بیچگونی کا حاصل ہونا اسی کے کمالِ تصرف کا نتیجہ ہے۔ بیخودی کی وہ کیفیت جس کے لئے انہوں نے مختص راستہ اختیار کیا ہے اس کا حاصل ہونا مبتدی کے اختیار میں نہیں ہے اور وہ توجہ جو شش جہت سے معرّا ہے اس کا وجود طالب کے حوصلہ سے باہر ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

ترجمہ:۔عجب ہی قافلہ سالار ہیں یہ نقشبندی
کہ لے جاتے ہیں پوشیدہ راہ سے حرم تک قافلے کو

(مکتوب ۲۲۱۔جلد اول)

قطعاً حرام
سود، مُردار، سُور کا گوشت ہے۔(بقرہ)
قتلِ ناحق، چوری، شراب، جُوا۔(مآئدہ) غیبت (الحُجرات)
(جان دار کی) تصویر (صحاح ستہ) زِنا۔(بنی اسرآئیل)

Marfat.com

حصول ولایت کا ذریعہ۔ عمل بر عزیمت واحتراز از رخصت:۔

حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور خلیفہ ارشد خواجہ محمد پارسا رسالہ قدسیہ میں خواجہ نقشبند کے کلمات کا یوں حوالہ درج کرتے ہیں۔

''مسلمانی اور احکام کا نفاذ۔ تقویٰ کی رعایت۔ عمل میں عزیمت اور حتی المقدور رخصتیوں (رعایتوں) سے دور رہنا تمام نور صفا اور رحمت ہیں۔ اور ولایت کے درجات کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ ان کی پرورش سے ہی اولیاء اللہ کے مقامات اور منازل تک رسائی ہو سکتی ہے''۔

مزید تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ بزرگ (خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ) نے ہمارے خواجہ قدس اللہ وجہما کو خواب میں یہ حکم فرمایا کہ ''راہِ عزیمت میں قدم رکھو اور رخصتوں سے دور رہنے کی کوشش کرو اور اتباع سنت نبوی کرتے رہو اور بدعتوں سے پرہیز کرو''۔

اس طریقہ نقشبندیہ کے راہرو عمل میں عزیمت کو حتی المقدور ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور رخصت پر عمل تجویز نہیں کرتے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اکابر نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے عزیمت کو اپنا معمول بنایا ہے اور رخصت سے اجتناب کیا ہے''۔

''جاننا چاہیے کہ طریقہ جو اقرب اسبق' اوفق' اوثق' اسلم' احکم' اصدق'

Marfat.com

اولیٰ، اعلیٰ، اجل، ارفع، اکمل اور اجمل ہے۔ وہ طریقہ نقشبندیہ ہے۔ اس طریقہ کی تمام بزرگی اور اس سلسلہ کے بزرگوں کی بلند شان ۔ روشن سنت اعلیٰ صاحبھا الصلوۃ والسلام والتحیۃ کی سنت کی متابعت کی پابندی اور ناپسندیدہ بدعت سے اجتناب کی وجہ سے ہے۔ اسی وجہ سے ان کے حضور اور آگاہی نے دوام پیدا کر دیا ہے۔ اس درجہ کمال تک پہنچنے کے بعد ان کی آگاہی دوسروں پر فوقیت لے گئی ہے"۔

(مکتوبات شریف جلد اول مکتوب ۲۹)

"اس طریق کا مدار دو اصولوں پر ہے جن میں پہلا شریعت مصطفیٰ ﷺ پر اس حد تک استقامت اختیار کرنا کہ اس کے چھوٹے سے چھوٹے آداب کو ترک کرنے پر راضی نہ ہو"۔ اور دوسرا محبتِ شیخ (دفتر اول۔ مکتوب ۲۲۸)

طریقہ نقشبندیہ اقرب الطریق ہے:۔

"طریقہ نقشبندیہ دوسرے طریقوں کے مقابلہ میں قریب ترین طریقہ ہے کہ دوسروں کی انتہا اس کی ابتداء میں درج ہے۔ طریقہ نقشبندیہ کے بزرگوار جہاں دوسروں کی نہایت ہوتی ہے وہاں سے ابتداء کرتے ہیں ۔ کیونکہ ان حضرات نے سنتِ رسول مقبول ﷺ کی پابندی کی وجہ سے اپنی سیر کی ابتداء عالم اَمر سے کی ہے بخلاف دوسرے سلاسل کے مشائخ کے۔ کہ ان کی سیر کی ابتداء عالم خلق سے ہوتی ہے"۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

''طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ نے اس سیر کی ابتداء عالم امر سے اختیار کی ہے اور عالمِ خلق کو بھی اس سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں۔ بخلاف دوسرے سلسلوں کے مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے۔ لہٰذا طریقہ نقشبندیہ وصول کیلئے دوسرے سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے تو ضروری طور پر دوسروں کی انتہا اُن کی ابتداء میں مندرج ہے۔

صحبت ومحبتِ شیخ شرطِ افادہ واِستفادہ:۔

''اس طریقہ عالیہ میں افادہ اور استفادہ یعنی فائدہ پہنچانے اور فائدہ اٹھانے کی شرط شیخ کی صحبت ومحبت قرار پائی ہے۔ جس کو جس قدر شیخِ طریقت سے محبت وصحبت زیادہ ہوگی، اسی قدر اس کو فیوض وبرکاتِ شیخ زیادہ حاصل ہوں گے۔ اور یہی بعینہٖ جناب رسول مقبول ﷺ وصحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معاملہ تھا''۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

''شیخ طریقت کی محبت اور اخلاص میں اس قدر راسخ اور ثابت قدم ہوں کہ ان پر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں۔ بلکہ اس کی تمام حرکات وسکنات مرید کی نظر میں زیبا ومحبوب دکھائی دیں اور اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ دو اصل (استقامت سنتِ رسول ﷺ اور محبتِ شیخ) درست ہو گئے تو دُنیا وآخرت کی سعادت نقدِ وقت ہے''۔ (دفتر اول۔ مکتوب ۲۲۸)

Marfat.com

عزلت نشینی سے پرہیز:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جواز عزلت نشینی کو مستحسن نہیں سمجھتا کیونکہ وہ مشائخ کی رفاقت کی برکتوں کا قائل ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''عُزلت سے مراد یہ ہے کہ غیروں کی رفاقت وصحبت سے پرہیز کیا جائے نہ کہ ہم خیال دوستوں سے''

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

عزلت از اغیار باید نے زیار

(یعنی عزلت غیروں سے چاہیے کہ نہ دوست سے)

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''صحبت باہم رازاں سنت مؤکدہ ایں طریقہ علیہ است''

> دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی مسافر یا رہگذر رہتا ہے۔ (بخاری)
>
> دنیا آخرت کی کھیتی ہے (جو یہاں بوؤ گے وہی وہاں کاٹ لو گے)۔ (دیلمی)
>
> دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔ (مسلم)
>
> دنیا مُردار ہے اور اُس کے طلب کرنے والے کُتے ہیں۔ (احیاء العلوم)

Marfat.com

امام الطریقہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ سیّد محمد بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرّہٗ کی ذاتِ ستودہ صفات سے تعارف

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرّہٗ کو ظاہری نسبت حضرت خواجہ امیر کلال قدس سرّہٗ سے ہے اور فی الحقیقت آپ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے اویسی ہیں۔ان کی رُوحِ پاک سے تربیت پائی آپ کی ولادت باسعادت ماہ محرم ۷۱۸ھ میں ہوئی۔بچپن ہی سے آثارِ ولایت ظاہر تھے۔حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت سے پہلے ہی آپ کی علوِ شان کی بشارت دی تھی۔اور جب قصر ہندوان سے گزر ہوتا فرمایا کرتے کہ قریب ہے کہ قصر ہندوان قصر عارفان ہو جائے۔اس جگہ سے ایک مردِ خُدا کی خوشبو آتی ہے۔ایک مرتبہ اس جگہ آپ پھر تشریف لائے تو فرمایا وہ مردِ حق تولّد ہو چکا ہے اس وقت خواجہ نقشبند کو تولّد ہوئے صرف تین روز ہوئے تھے۔آپ کے جدِّ امجد آپ کو حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے تو حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ دیکھ کر فرمانے لگے یہ وہی مرد ہے جس کی خوشبو مجھے آیا کرتی تھی۔میں نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا۔اور فرمایا کہ یہ اُمت کیلئے آسانی کرنے والا ہوگا۔پھر حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اکابرِ خلفاء سے تھے فرمایا کہ اس کی تربیت تیری قسمت میں ہوگی اور اگر اس کی تربیت میں ذرّہ بھی کوتاہی ہوئی تو میں تجھے

Marfat.com

ہرگز معاف نہ کروں گا۔ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر میں اس کی تربیت میں کوتاہی کروں تو میں مرد نہیں۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے ایک روز غیب سے ندا آئی کہ اے بہاؤالدین کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو سب کی طرف سے منہ موڑ کر ہماری طرف مخاطب ہو۔ یہ سُن کر میری حالت متغیر ہوگئی اور جذب الٰہی نے غایت التفات فرمایا۔ اسی حالت میں ایک روز الہام ہوا کہ تو نے جو اس راستہ میں قدم رکھا ہے کس طرح رکھا ہے۔ میں نے کہا۔ جو میں چاہوں وہ ہو۔ خطاب آیا۔ نہیں جو ہم کہیں وہ کرنا چاہیے میں نے کہا۔ مجھے اس کی طاقت نہیں۔ ہاں جو کچھ میں چاہوں وہ ہو تو میں اس طرف قدم رکھتا ہوں ورنہ نہیں۔ دو مرتبہ اسی طرح سوال و جواب ہوا بعد ازاں میں التفات الٰہی سے محروم رہا۔ پندرہ روز تک میرا حال خراب رہا۔ میں خشک ہوگیا۔ جب ناامیدی سی ہوگئی تو میں نے خیال کیا کہ شاید دولتِ باطنی میری قسمت میں نہیں۔ کوئی دنیا کا کام کرنا چاہیے۔ کہ میں ایک مسجد کے دروازے کے سامنے سے گزرا اور اس پر اسی وقت غیب سے یہ شعر ظاہر ہوا۔

اے دوست بیا کہ ما ترائیم
بیگانہ مشو کہ آشنائیم

ترجمہ: اے دوست آ ہم تیرے ہیں۔ بیگانگی کا اظہار نہ کر کہ ہم تو آشنا ہیں۔

Marfat.com

میں نے پھر عرض کیا کہ جو میں چاہوں وہ ہو۔ آواز آئی وہی ہوگا جو تو چاہے گا۔ چنانچہ میں مسجد میں داخل ہوا اور میری وہی کیفیت پھر عود کر آئی۔ اسی لئے آپ فرمایا کرتے تھے۔

مَا مُرادانیم وَمَا فَضْلِیانیم (ہم مراد ہیں اور ہم فضل والے ہیں)

جب آپ علمِ طریقت میں مرتبۂ اجتہاد کو پہنچے اور زمانہ آپ کے ارشاد کا آیا اور حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اجازتِ طریقہ عنایت فرمائی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل سے اُمت کیلئے آسانی کرنے والا پیدا فرمایا تھا۔ جب آپ نے طالبانِ حق کو دیکھا اور سُنا کہ طریق صوفیہ میں سخت ریاضات اور مجاہدات سے پریشان حال ہیں۔ کسی نے سالہا سال سے سونا ترک کر دیا کسی نے دن کو روزہ اور رات کو جاگنا شروع کر دیا۔ کسی نے تیس، چالیس سال تک آسمان کو ہی نہیں دیکھا۔ بعضوں نے چلوں اور گوشہ نشینیوں میں اپنے بدن کو خشک کر دیا۔ حتیٰ کہ مشاغل واذکارِ طریقہ سے مجبور معذور ہو گئے۔ حالانکہ ارشاد باری تو یہ ہے۔ فَاذْكُرُو اللّٰه قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِكُمْ تو آپ کو بڑا رحم آیا۔ كُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهٖ

نوشتۂ روزِ ازل نے سینہ مبارک میں جوش پیدا کیا۔ اور پندرہ روز تک سربسجود رہے۔ نماز اور حوائج ضروریہ کیلئے حجرہ سے باہر تشریف لاتے۔ ایک روایت کے مطابق آپ مدینہ منورہ میں سیّدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا

Marfat.com

رضی اللہ عنہا کے مزارِ مقدس پر سربسجود رہے اور التجا کی۔ ''الٰہی اُمت کے قویٰ ضعیف ہو گئے ہیں۔ اب ان میں قوّت وہمّت سختی کھینچنے کی نہیں رہی۔ خیرو برکت کا زمانہِ نبوت ان سے دور ہوتا جاتا ہے۔ اپنے فضل وکرم سے مجھ کو ایسا طریق عنایت فرما جو کہ آسان ہو اور تجھ تک جلد پہنچنے والا ہو۔'' دریائے رحمتِ الٰہی موجزن ہوا اور الہام ہوا۔

''اے محمد بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ ہم تجھ کو وہ طریق عنایت فرماتے ہیں کہ جو ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھا۔ یعنی وقوف قلبی اور اتباع سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور سر سجدہ سے اٹھایا۔ اور اس طریق جدید کو رواج دیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس طریق نے اپنی آسانی کی وجہ سے اتنی ترقی کی کہ اب کروڑوں آدمی اس سلسلہ مبارکہ میں ہیں اور بوجہ قبولیت مثل آفتاب کی روشنی کے تمام روئے زمین پر پھیل گیا۔ آپ سے لوگ دریافت کرتے کہ آپ کے اس طریق میں کیا فائدہ ہے؟ تو فرمایا کرتے کہ طریق سب مبارک اور نورٌ علیٰ نور ہیں سب خدا تک پہنچتے ہیں لیکن جو طریق اللہ نے مجھے عنایت فرمایا ہے اس میں سب سے بڑی ریاضت اتباعِ سنت ہے اور ذکرِ قلبی ہے جس میں جذبِ ربانی ہے جس سے بحمد اللہ بہت جلد حضور و آگاہی اور خلوتِ در انجمن حاصل ہو جاتی ہے۔ جو دوسرے سلاسل میں منتہیوں کو نصیب ہوتی ہے اور جذبہ کو مقدم رکھنے کی وجہ سے منازلِ سلوک اسی کی ضمن میں قطع ہو جاتی ہیں اور اسمائے صفاتی

Marfat.com

کی بجائے ذکرِ اسمِ ذات کو ابتدا میں ہی تلقین فرماتے ہیں۔ جس سے طالب جذبِ ربانی کی کشش سے صفات کے پردوں سے گزر کر تجلیات ذاتیہ سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ اسی لئے آپ فرمایا کرتے تھے۔

اوّل ما آخرِ ہر منتہی

آخرِ ما جیب تمنّا تہی!

ترجمہ: ہمارے طریق کی ابتداوہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں دوسرے سلاسل کی انتہا ہے۔ اور ہمارے طریقہ کی انتہا کی کوئی حد نہیں۔

بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے کہ ہمارا طریقہ طریقۂ مصطفوی اور متابعت سنّت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طریقہ نشبندیہ کو طریقہ رسُولیہ صدیقیہ بھی کہتے ہیں۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے جو ہمارے طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوگا۔ جب تک دلی مطلب نہ پائے دنیا سے نہ جائے گا اور جو شخص طریقہ نقشبندیہ سے نفرت کر کے روگردانی کرے گا۔ دنیا سے بے مراد جائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ محبوبیت اور معشوقیت کے بلند مرتبہ و مقام پر فائز ہیں۔ نیز آپ کا ارشاد ہے۔ ''در طریقۂ ما محرومی نیست ہر کہ از طریقہ' ما رو گرداند خطرۂ دین دارد چرا کہ ایں طریقہ بعینہٖ طریقہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم است۔

(ترجمہ) ہمارے طریقہ میں کسی کو محرومی نہیں ہے جو کوئی ہمارے طریقہ سے منہ

Marfat.com

پھیرے اس کے دین میں خطرہ ہے کیونکہ یہ طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرّہٗ فرماتے ہیں اگر کسی کو ہمارے ہاں سے علم باطن سے حصہ نہ بھی ملے تو وہ بددل نہ ہو۔ کیونکہ مقصد بخشش ہے۔ اور بخشش کا انحصار اتباعِ سنّت پر ہے اور اتباعِ سنّت ہمارے ہاں لازمی ہے اور آپ جگہ جگہ اپنے خلفاء کو تحریر فرماتے ہیں کہ طالب اگر کسی بھی سلسلہ میں بیعت ہونا چاہے تو بیعت اسی سلسلہ میں کرلو مگر ذکر طریقہ نقشبندیہ تعلیم کرو۔ کیونکہ یہ آسان ہے اور اس سے طالب خُداوند تعالیٰ تک جلد پہنچ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہم مساکین کی طرف سے ان کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے آپ کی کرامات حد بیان سے باہر ہیں۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ جب میرا وقتِ آخر آئے گا تو سب کو مرنا سکھاؤں گا۔ چنانچہ جب آپ کا وقت آخر آیا۔ نفسِ آخر میں دونوں ہاتھ دعا کے واسطے اٹھائے اور مدّت تک دعا مانگتے رہے۔ جب بعد دعا دونوں ہاتھ چہرہ اقدس پر پھیرے تو جان بجاناں تسلیم کی۔ آپ نے بعمر ۷۳ سال ۳ ربیع الاوّل بروز دوشنبہ ۷۹۱ھ وصال فرمایا۔ مزار پُر انوار بمقام قصرِ عارفاں نزد بخارا ہے۔

فسق و فجور: گالی دینا فسق ہے (بخاری و مسلم)۔ وعدہ خلافی منافقت کی نشانی ہے (مشکوٰۃ)۔ بدنظری شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے (طبرانی)۔ والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی قسم کھانا، جھوٹی گواہی دینا، کبیرہ گناہ ہیں (بخاری و مسلم)

Marfat.com

طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ

طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ میں عملی سلوک جو کہ آداب و طریقہ ہائے کار ،اذکار واشغال سے متعلق ہے اس سے سالک کو اللہ سے محبت، حضوری، لقاء، معرفت اور قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ عالمِ ملکوت کی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی ارواح اور ملائکہ کے جواہر پاکیزہ صورتوں میں نظر آنے لگتے ہیں۔ اِصلاحِ نفس ہوتی ہے اور یکسوئی میسر آتی ہے۔

اس طریقہ میں تین قسم کے اشغال معمول میں شامل ہیں۔

ا۔ذکر (ذکر اسم ذات، ذکر نفی واثبات) ۲۔مراقبہ ۳۔رابطہ

طریقۂ نقشبندیہ میں جذبہ کو سلوک پر مقدم رکھتے ہیں۔ اس لئے پہلے اسم ذات کی تلقین کرتے ہیں پھر نفی اثبات یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی۔

اسم ذات کو جذبہ سے اور نفی اثبات کو سلوک سے زیادہ نسبت ہے۔

ا۔ذکر اسم ذات:۔

شغل اول ذکر اسم ذات یا نفی اثبات سے متعلق ہے ذکر کے طریقہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں ذکر کے بغیر چارہ نہیں چاہیے کہ قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ گوشت کا یہ لوتھڑا قلبِ حقیقی کے حجرہ کی طرح ہے دل اور دماغ کو ہر قسم کے خطرات اور خیالات سے خالی کر کے زبان کو تالو کے ساتھ لگا کر اسم مبارک اللہ کو قلب پر گزاریں اور اس وقت قصداً

Marfat.com

کسی عضو کو حرکت نہ دیں اور پوری طرح قلب کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھیں اور اپنی قوت خیالیہ میں قلب کی شکل و صورت کو جگہ نہ دیں اور اس کی طرف التفات نہ کریں کیونکہ مقصود قلب کی طرف توجہ کرنا ہے نہ کہ اس کی صورت کا تصور۔ دل کی زبان سے اللہ اللہ کہیں اور زبان کو حرکت نہ دیں۔ لفظ مبارک اللہ کے معنی کو بے چونی اور بے چگونی کے ساتھ ملاحظہ کریں اور کسی صفت کو اس کے ساتھ شامل نہ کیا جائے تاکہ ذات تعالیٰ کی بلندی سے صفات کی پستی میں نہ آ جائیں۔ اکثر اوقات اس طرح ذکر پر مداومت کی جائے اور وقوف قلبی کی رعایت رکھے کیونکہ وقوف قلبی اور نگہداشت کے بغیر ذکر کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے وقوف عددی کو چنداں ضروری نہیں سمجھا البتہ وقوف قلبی کو واجبات و شرائط ذکر سے قرار دیا ہے۔

وقوف قلبی میں سالک کی توجہ بسوئے دِل اور دل کی توجہ بسوئے ذات الٰہی ہو۔ جب ان شرائط سے قلب میں حرکت پیدا ہو جائے اور وہ ذاکر ہو جائے تو پھر لطیفہ روح سے اسی طرح ذکر شروع کرے اور پھر لطیفہ سر سے پھر خفی اور اخفیٰ سے ذکر کرے۔ اس طرح لطائف خمسہ جاری ہو جائیں گے اس کے بعد لطیفہ نفس سے ذکر کرے جس کا مقام پیشانی ہے پھر بدن سے کہ اس کو لطیفہ قالب کہتے ہیں (اس میں عناصر اربعہ شامل ہیں) اس قدر ذکر کرے کہ ہر رگ اور ہر بُنِ مُو سے ذکر جاری ہو جائے اور اس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ جب پچیس دفعہ کہہ لے تو زبان سے کہے ''الٰہی میرا مقصود تو ہے اور تیری رضا۔ اپنی محبت اور

Marfat.com

معرفت مجھے عطا کر" اس کو بازگشت کہتے ہیں۔ یہ ذکر روزانہ تقریباً ۲۴ یا ۱۲ ہزار بار کرے۔ دفع خطرات کیلئے اپنے شیخ کی صورت کا تصور اپنے دل کے سامنے رکھے۔

ذکر الٰہی میں دائمی مشغولیت اختیار کی جائے۔ یہ ہر وقت ہو سکتا ہے۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر جگہ اور ہر موقعہ اس کی یاد کو دل میں زندہ رکھیں۔ جب سالک ذکر کا عادی ہو جاتا ہے تو کام کاج کرتے ہوئے بھی دل ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے اور لمحہ بھر کے لئے بھی غافل نہیں ہوتا۔

نوٹ: ہر قسم کے ذکر سے پہلے اعوذ باللہ، بسم اللہ، رب اشرح لی صدری وَ یَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ ۔۔۔۔۔۔۔اور درود شریف پڑھ لیں۔

ذکر نفی اثبات:۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ دوزانو بیٹھے اور سانس کو ناف کے نیچے بند کرے اور لَا کو ناف سے کھینچ کر کو قالب پر پہنچائے اور پھر وہاں سے اِلٰہ کو کھینچ کر دائیں کندھے پر لائے اور دائیں کندھے سے اِلَّا اللہ کی ضرب قلب پر لگائے

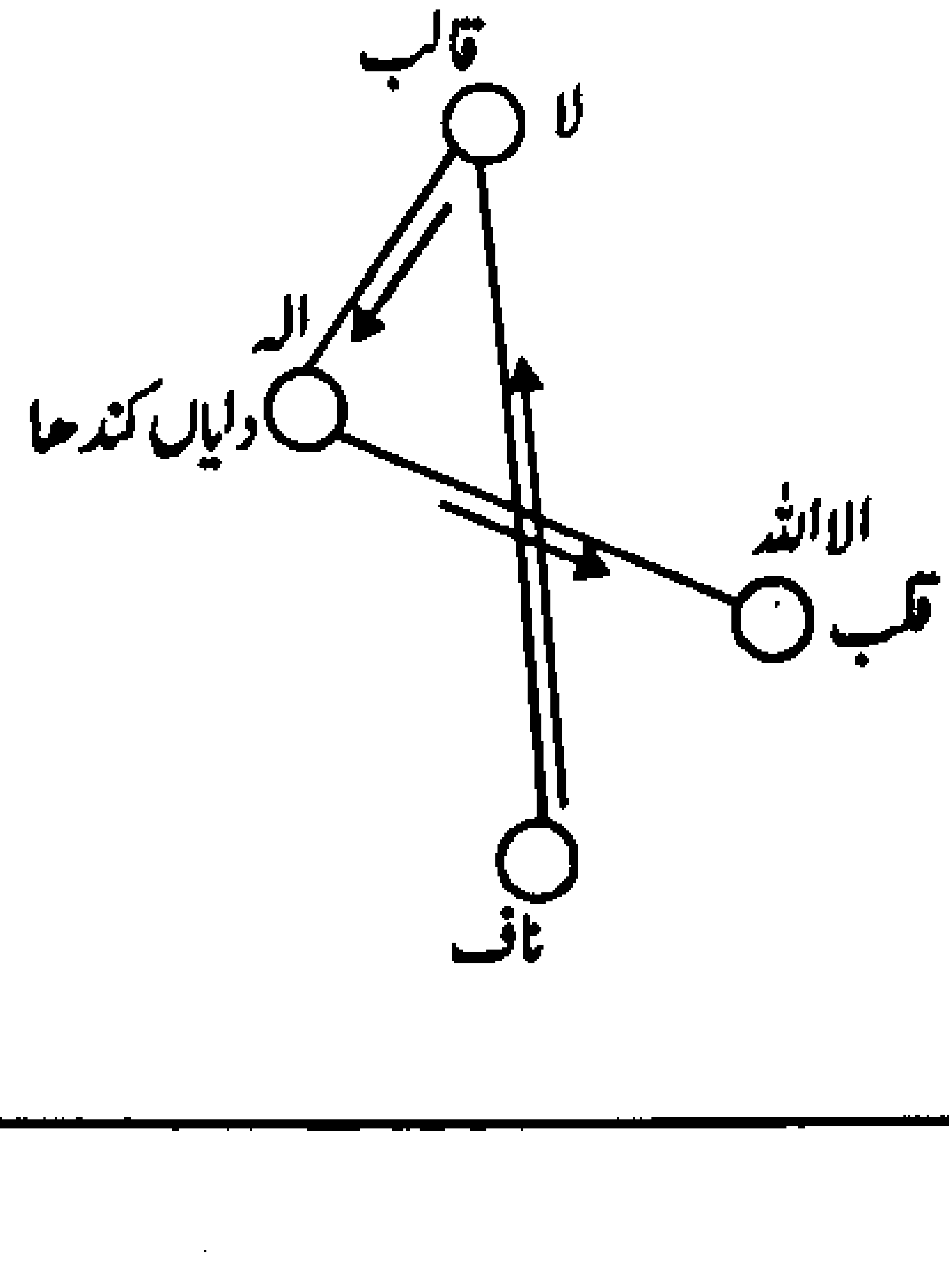

ذکر نفی اثبات سے
الٹی ۹ کی شکل بنتی ہے

Marfat.com

اس مجموعہ کا نقش 'لا' معکوس بن جاتا ہے۔ اور سانس چھوڑتے وقت ''محمد رسول اللہ ﷺ'' خیال میں کہے۔ ذکر کرتے وقت کسی عضو کو جنبش نہ دے اور ہر سانس میں طاق عدد کہے۔ اس کو وقوف عددی کہتے ہیں۔ جب پچیس دفعہ کہہ لے تو سانس چھوڑ دے اور زبان سے کہے ''الٰہی میرا مقصد تو ہے اور تیری رضا۔ اپنی محبت اور معرفت مجھے عطا کر''۔ اگر حبس نفس (سانس بند کرنا) سے ضرر پہنچے تو حبس نفس نہ کرے۔ حبس دم سے انشراحِ صدر و اطمینان قلب وحصول لذتِ روحانی اور نفی خواطر کا فائدہ ہے۔ اور رعایت عدد سے تفرقہ سے جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ ذکر کا نفع اور اس پر اثرات کا مرتب ہونا شریعت کے احکام بجالانے سے وابستہ ہے پس فرائض اور سنن کے ادا کرنے اور حرام اور مشتبہ امور سے بچنے کیلئے اچھی طرح احتیاط کرنی چاہیے۔

لطائف سبعہ:

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہے: ''یہ راہ جس کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں۔ انسان کے سات لطیفوں کے مطابق سب سات قدم ہیں دو قدم عالم خلق میں ہیں جن کا تعلق قالب (جسم عنصری) اور نفس کے ساتھ ہے۔ اور پانچ قدم عالم امر میں ہیں۔ جو کہ لطائف (قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ) کے ساتھ وابستہ ہیں اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں دس ہزار پردے طے کرنے پڑتے ہیں خواہ وہ پردے نورانی ہوں یا ظلمانی:

Marfat.com

اِنَّ لِلّٰہِ سَبْعِیْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُوْرٍ وَّظُلْمَۃٍ

"بے شک اللہ تعالیٰ کیلئے نور و ظلمت کے ستر ہزار پردے ہیں۔

ہر زمانے روئے جاناں رانقابے دیگر است

ہر حجابے راکہ طے کر دی حجابے دیگر است

"ہر گھڑی محبوب کے چہرے پر ایک اور نقاب ہوتا ہے۔ اور جب تو ایک پردہ کو طے کر لیتا ہے تو ایک اور پردہ سے دوچار ہو جاتا ہے۔"

اور پہلے قدم میں جو کہ عالم امر میں لگاتے ہیں تجلی افعال ظاہر ہوتی ہیں اور دوسرے قدم میں تجلی صفات اور تیسرے قدم میں تجلی ذات (1) میں سلوک

---

(1) تجلی افعال و تجلی صفات و تجلی ذات:۔ تجلی افعال سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے فعل کا ظہور سالک پر اس طرح ہو کہ سالک کو بندوں کے افعال اس فعل کے ظلال نظر آئیں اور وہ ان افعال کو اس فعل کی اصل معلوم کرے اور ان افعال کے قیام کو اس فعل واحد کے ساتھ پہچانے اور اس تجلی کا کمال یہ کہ یہ ظلال اس کی نظر سے بالکل پوشیدہ ہو کر اپنی اصل کے ساتھ ملحق ہو جائیں اور ان افعال کے فاعل کو جماد (بے جان چیز) کی طرح بے حس و حرکت معلوم کرے۔

تجلی صفات سے مراد یہ ہے کہ سالک پر حق تعالیٰ کی صفات کا ظہور اس طرح ہو کہ بندوں کی صفات کو حق تعالیٰ کی صفات کا ظلال جانے اور ان کا قیام ان کے اصول کے ساتھ معلوم کرے مثلاً ممکن کے علم کو واجب تعالیٰ کے علم کا ظل معلوم کرے اور اس کے ساتھ قائم جانے، اس طرح اُس (ممکن) کی قدرت کو حق تعالیٰ کی قدرت جانے اور اس کا قیام اس کے ساتھ تصور کرے، اس تجلی کا کمال یہ ہے کہ تمام ظلالی صفات سالک کی نظر سے پوشیدہ ہو کر اپنے اصول کے ساتھ مل جائیں اور اپنے آپ کو جو کہ پہلے ان صفات سے موصوف رہ چکا ہے جماد کی طرح بے حیات و بے علم جانے، وجود اور اس کے کمالات و توابع کا

بقیہ اگلے صفحے پر

Marfat.com

شروع ہو جاتا ہے۔علیٰ ہذا القیاس درجات کے تفاوت کے لحاظ سے ترقی ہوتی
جاتی ہے۔جیسا کہ اس راستہ کے سالکوں پر مخفی نہیں ہے۔اور ان سات قدموں
میں سے ہر ایک قدم میں اپنے آپ سے دور اور حق تعالیٰ کے نزدیک ہوتا جاتا
ہے۔حتیٰ کہ ان قدموں کے پورا ہونے تک قرب بھی پورا ہو جاتا ہے۔پھر اس
وقت فنا اور بقا سے مشرف ہوتے اور ولایت خاصہ کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں۔

(دفتر اوّل مکتوب نمبر ۵۷)

۲۔مراقبہ:

مراقبہ مشتق ہے ترقب سے اور ترقب انتظار کو کہتے ہیں پس مراقبہ گویا
انتظارِ فیض الٰہی ہے۔ایک عارف نے مراقبہ کی تعریف اس طرح کی ہے کہ

(بقیہ سابقہ صفحہ) کوئی اثر اپنے اندر نہ پائے نہ وہاں اس کا کوئی ذکر رہے نہ کوئی توجہ نہ حضور رہے نہ شہود۔
اصل سے لاحق ہونے کے بعد اگر توجہ ہے تو خود بخود متوجہ ہے اگر حضور ہے تو خود بخود حاضر ہے اس مقام
سے سالک کا نصیب یہ ہے کہ اس کو فنا ونیستی کی حقیقت حاصل ہو جاتی ہے اور جن کمالات کو وہ اپنے خیال
میں اپنی طرف منسوب کرتا تھا ان کمالات کا اپنی طرف نسبت کرنا ختم ہو جاتا ہے۔
کی یہ دولت جو نیستی کی حقیقت ہے اگرچہ تجلی صفات کی انتہا ہے لیکن اس کا حاصل ہونا تجلی ذات کے
توسے ہے اور جب تک ذات متجلی نہ ہو فنا کی یہ دولت میسر نہیں آتی بلکہ تجلی صفات بھی انجام کو نہیں پہنچتی۔
تجلی ذات:۔ تجلّی صفات کے سرانجام ہونے اور صفات وذات کی فنا حاصل ہونے کے بعد عارف پر
ایک ایسی تجلی ظاہر ہوتی ہے جو کہ گویا تجلی ذات کی دہلیز ہے گویا تجلی صفات اور تجلی ذات کے درمیان برزخ
ہے جس صاحب نصیب کو اس تجلی سے اوپر لے جائیں وہ اپنی استعداد کے موافق تجلی ذات سے حصہ
حاصل کر لیتا ہے۔تجلی ذات کی نسبت کیا لکھا جا سکتا ہے کیونکہ وہ ذوقی ہے۔جو وہاں تک پہنچا اس نے پا لیا
اور جس نے اس کا مزہ نہیں چکھا وہ اس کو نہیں جانتا۔

Marfat.com

طالب اپنے مطلوب اور طلبِ مقصود میں اس قدر محو اور مستغرق ہو جائے کہ دنیا و مافیہا کی اسے خبر نہ رہے گویا۔

بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

مراقبہ رسالت مآب ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ آپ بعثت سے پہلے غار حرا میں تشریف لے جاتے اور طویل عرصہ تک وہاں مراقبہ کرتے۔ اپنے گھر بار، اہل و عیال اور دنیاوی معاملات سے بالکل منقطع ہو کر غار میں سوچ و بچار کرتے اور جستجوئے حق اور غور وفکر میں محو رہتے تھے۔ ہفتوں بھر کا راشن اپنے ساتھ لے جاتے اور جب وہ ختم ہو جاتا تو گھر واپس تشریف لاتے اور سامان خورد و نوش لے کر پھر مراقبہ کیلئے غار حرا میں تشریف لے جاتے رب ذوالجلال نے قرآن پاک میں سینکڑوں مقامات پر انسان کو کائنات میں غور وفکر کی دعوت دی ہے۔

ذکر وفکر:۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد خداوندی ہے:

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ (سورۃ آلِ عمران:۱۹۱)

''اولوالا الباب (یعنی عقل والے) جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے آسمانوں اور زمین کی تخلیق

Marfat.com

پر غور کرتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں) اے ہمارے رب تو نے
یہ سب بیکار تو پیدا نہیں کیا۔"

اس آیت میں اہل عقل و شعور کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ساتھ آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور وفکر کرتے ہیں۔ فکر اور تفکر کے لفظی معنی غور کرنے اور کسی چیز کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرنے کے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس طرح ذکر عبادت ہے اسی طرح فکر بھی عبادت ہے۔ ذکر تو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا مقصود ہے لیکن فکر اس کی مخلوقات میں مقصود ہے۔ غور وفکر معرفت الٰہیہ کا سبب ہونے کی وجہ سے بہت بڑی عبادت ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ قِيَامِ لَيْلَةٍ (گھڑی بھر کا تفکر رات بھر کے قیام سے بہتر ہے) تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس غور وفکر کو افضل عبادت فرمایا ہے۔ اسی غور وفکر کا نام مراقبہ ہے۔

مراقبہ ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جس میں انسانی شعور آہستہ آہستہ لا شعوری کیفیات سے مغلوب ہو جاتا ہے اور روحانی پرواز متحرک ہو جاتی ہے۔ اس میں زمان و مکان کی حدود بھی قائم نہیں رہتیں۔

مراقبے کا طریقہ کار یہ ہے کہ بغیر ذکر اور بغیر رابطہ شیخ ہر قسم کے خیالات فاسدہ سے دل کو پاک کر کے۔ انتہائی نیاز مندی اور عاجزی کے ساتھ متوجہ الی

Marfat.com

اللہ ہو۔اور ہر وقت یہ کیفیت پیدا کرے تا کہ توجہ الی اللہ سالک کی عادت ثانیہ بن جائے اس کیفیت کو حضوری بھی کہتے ہیں اور ذکر کا مقصد بھی یہی ہے۔حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نظر دل پر رکھ کر دل کو طرف حق کے متوجہ کر کے غیر حق کی دل سے نفی کر کے واسطے مشغولی کے بیٹھنا چاہیے۔

چشم بند و گوش بند و لب ببند

گر نہ بینی سر حق برمن بخند

''ماسویٰ اللہ سے آنکھیں۔کان اور ہونٹ بند کرلو۔پھر اگر تم پر حق کے اسرار منکشف نہ ہوں تو مجھ پر ہنس دینا۔''

۳۔شیخ طریقت سے رابطہ:

اس طریقہ سلوک میں تیسرا شغل رابطہ ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ شیخ کامل ومکمل کی صحبت سے استفادہ کیا جائے شیخ کی توجہ اور خلوص کی برکت سے دل غفلت سے پاک ہو جاتا ہے جذبہ محبت اور مشاہدہ الٰہی کے انوار کی شمع مرید کے دل میں روشن ہو جاتی ہے۔شیخ کی عدم موجودگی میں اس کا تصور کر کے مرید فیض پاتا ہے مشائخ کا ارشاد ہے کہ یہ طریق مقصد تک آسانی سے پہنچانے والا ہے۔

عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے فرمایا کہ ''ذکر تنہا وبے رابطہ شیخ موصل نہیں ہے البتہ رابطہ تنہا بغیر ذکر کے موصل ہے۔''

رابطہ شیخ ہی وہ کیمیا اثر نسخہ ہے جس سے ''فنافی الشیخ'' اور ''فنافی الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم''

Marfat.com

کے زینہ سے ہوتے ہوئے "فنا فی اللّٰہ" کے ارفع واعلیٰ مقام تک رسائی ہوتی ہے اور اس سے قرب الی اللہ کی منازل بہ سہولت طے ہو جاتی ہیں۔

قطب زماں حضرت حافظ عبدالکریم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''مرید کا رابطہ اپنے شیخ کے ساتھ جس قدر قوی ہوگا اسی قدر اس پر فیوض وبرکات کا فیضان ہوگا اور معرفت زیادہ ہوگی۔ ذکر و عبادت میں سستی نہ آئے گی۔ فنافی الشیخ ہونا ہی عین "فنافی الرسول" اور "فنا فی اللّٰہ" ہے مگر یہ نعمت کسی قسمت والے کو ملتی ہے۔ جو معرفت اور ترقی رابطہ سے ہوتی ہے وہ کسی اور شے سے نہیں ہوتی۔ رابطہ شرک نہیں۔ رابطہ مرید کیلئے زینہ ہے، جس کے ذریعے وہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ پس شیخ کے ساتھ رابطہ پیدا کرنا چاہیے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے''۔

رابطہ کیا ہے یہ عینک ہے پسر
نورِ وحدت جس سے آتا ہے نظر

عورتیں نامحرم مَردوں سے پردہ کیا کریں (سورۃ نور) باریک کپڑا پہننے والی عورتیں اور لوگوں کے دلوں میں خواہش پیدا کرنے والی عورتیں اور 'غیر مَردوں' کی جانب خواہش رکھنے والی عورتیں یعنی بہت تکلف اور بناؤ سنگار سے رہنے والی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ جنت کی خوشبو سونگھنے پائیں گی۔ (مسلم)

اگر تم حیا نہ کرو تو جو چاہو، کرو۔ (بخاری)

Marfat.com

ذکر الٰہی

احکام، اہمیت اور فضائل

اللہ کے ذکر کے سلسلہ میں اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (سورۃ الرعد: ۲۸)

"خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی اطمینان قلب ملتا ہے۔"

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

اللہ کا ذکر ایک ایسا بے بدل نسخہ ہے جو ذہن کیلئے سکون، بدن و اعصاب کے لئے تقویت دل کا اطمینان اور روح کیلئے باعث فرحت وانبساط ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ قرب الٰہی کے حصول اور واصل حق کرنے کا بے خطا نسخہ ہے۔ اور تمام روحانی امراض کا علاج ہے۔ اس پر عمل دنیا و مافیہا کے تفکرات سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور خواہشات نفسانی اور دنیا کی حرص و ہوا سے نجات دے کر بارگاہ خداوندی میں مقبول و منظور بنا دیتا ہے۔ ذکر کی لذت اسے دو جہاں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

ذکر کی مداومت سے جذب و شوق فزوں تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ محبت اور

Marfat.com

عشق خداوندی کا نور اس کے باطن کو منور کر دیتا ہے۔ حجابات کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے اور عالم امر و خلق کے راز ہائے پوشیدہ اس پر عیاں اور منکشف ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

ذکر تصوف کی بنیاد اور صوفیا کے تمام سلسلوں اور طریقوں میں رائج ہے یہ ایک عظیم نعمت ہے جس کیلئے توفیق خداوندی سے ذکر کا دروازہ کھل گیا اور بارگاہ ایزدی میں اس کو رسائی حاصل ہوگئی جو چاہے گا پائے گا۔

مفہوم وتشریح:۔ لغت کے اعتبار سے ذکر کے معنی ہیں یاد کرنا دہرانا، بار بار یاد کرنا، بیان اور وضاحت وغیرہ۔

قرآن حکیم میں یہ لفظ نماز، دعا، اللہ تعالیٰ کی یاد اور نصیحت وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے ذکر کے متضاد نسیان اور غفلت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جس سے مراد ہے منعم حقیقی خالق و مالک اللہ رب العزت کو فراموش کر دینا اور بھلا دینا ہے۔ عربی لغت میں ذکر کے معنی ہیں طرد الغفلۃ (غفلت کو دور بھگانا) گویا ذکر کا مقصد یہ ہوا کہ انسان رب کریم کی یاد سے لمحہ بھر کیلئے بھی غافل نہ ہو۔

غافل ز احتیاط ذکر یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس، نفس واپسیں بود

''ایک سانس کیلئے بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔ شاید یہی
سانس تیرا آخری سانس ہو۔''

Marfat.com

قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ ط (سورۃ بنی اسرائیل)

''اور کوئی چیز ایسی نہیں جو حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔''

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔(سورۃ الحدید، سورۃ الجمعۃ)

''اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔''

یہ چڑیوں کے چہچہے، کوئل کی کوکو، قمریوں کی غٹرغوں، آبشاروں کا شور، بادلوں کی کڑک، ہواؤں کی سرسراہٹ۔ ان سب میں خالق کائنات کی یاد کے نغمے پوشیدہ ہیں جو کہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں کوئی شے بھی اس کی یاد سے غافل نہیں اور دوسری طرف حضرت انسان ہے جو کہ عقل و شعور بھی رکھتا ہے۔ اسی میں سوچ و بچار کا مادہ بھی موجود اور منعم حقیقی کی ہزار ہا نعمتوں سے مالا مال اور اشرف المخلوقات بھی ہے لیکن اللہ رب العزت کی یاد سے سراسر غافل اور جہان فانی کی رنگینیوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ یہ کس قدر کوتاہ اندیش احسان ناشناس اور ناشکرا ثابت ہوا ہے حالانکہ رب کریم نے قرآن پاک میں واضح الفاظ میں خبردار کیا ہے کہ۔

Marfat.com

لَا تَكُونُوا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ○ (سورۃ الحشر)

''تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا پس اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو بھلا دیا یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان (فاسق) ہیں۔''

رب کریم ایسی گمراہی سے محفوظ رکھے۔ اس گمراہی اور نسیان کا علاج یہ ہے کہ ہمہ وقت اس کی یاد میں گزاریں۔ ذکر الٰہی سے زبان کو تر اور دلوں کو منور کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ذکر کے حکم میں آیات قرآنی:۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ○ (سورۃ بقرہ)

''پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا○ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا۔ (سورۃ الاحزاب)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔''

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ

Marfat.com

وہ لوگ اللہ کو (ہر حالت میں) یاد کرتے ہیں کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے بھی۔ (آل عمران)

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ط (سورۃ الاعراف)

''تم لوگ پکارتے رہو اپنے رب کو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے۔''

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا o (سورۃ المزمل)

''اور آپ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہیں اور سب سے تعلقات منقطع کر کے اسی کے ہو رہیں۔''

احادیث نبوی:۔

1. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اس وقت تک بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ مجھ کو یاد کرتا رہے۔ اور اس کے ہونٹ ہلتے رہیں۔ (بخاری)

2. حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت کے احکام تو بہت سے ہیں مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جس کو میں دستور العمل بنا لوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

لَا یَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔

''یعنی تیری زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔''

(مشکوٰۃ)

۳ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور نہ کرنے والا گویا مردہ ہے۔ (بخاری)

عبادت کا مقصود منتہیٰ بھی ذکر خداوندی ہے۔ صبح و شام، رات دن اٹھتے، بیٹھتے، لیٹے ہوئے، کام کاج کرتے، تجارت اور کاروبار کرتے ہوئے گویا انسان ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد کیلئے مکلّف ہے کسی قسم کا مال، اولاد اور کاروبار اللہ تعالیٰ کے ذکر میں حائل نہیں ہونے چاہیں۔ ارشاد خداوندی اس پر شاہد ہے:

''اے ایمان والو! تمہارے مال اور اولاد تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور اس کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے والے ہیں۔'' (سورۃ منافقون)

''وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے اور نہ فروخت۔'' (سورۃ نور)

اور ذکر بھی اسی طرح کیا جائے جیسا کہ کرنے کا حق ہے۔ اس سعادت عظمیٰ کو وہی پاتا ہے جو اس جہان فانی سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی انس و

Marfat.com

محبت اس پر غالب آتی ہے اور اس کی انس و محبت کا غلبہ ذکر دوام کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

عبادات کی روح: ذکر اللہ:۔

مسلمان کی بنیاد حکم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پر ہے اور یہی عین ذکر خداوندی ہے۔ اور دوسری تمام عبادتیں اسی ذکر کی تائید میں کی جاتی ہے۔ نماز کی روح ذکر الٰہی کو تازہ کرنے کا ہی نام ہے۔ تا کہ ذکر الٰہی دل پر وارد ہو جس سے اللہ کی عظمت اور ہیبت بیٹھ جائے روزہ سے مقصد یہ ہے کہ خواہش نفسانی میں کمی واقع ہو جائے۔ جب دل خواہشات کے اثرات سے فارغ ہو تو صاف ہو جائیگا اور ذکر الٰہی کی قرار گاہ بن جائیگا۔ حج سے بھی مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کا ذکر بلند کیا جائے۔ الغرض اس کے لئے ذوق و شوق کا اظہار۔ اس کے دیدار کی تمنا، دنیا کا ترک کرنا، دنیاوی خواہشات سے دستبردار ہونا اور گناہوں سے کنارہ کشی کرنا صرف اس لئے ہے کہ انسان ذکر خداوندی کے لئے فارغ ہو۔ اوامر و نواہی سے مقصود بھی ذکر الٰہی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کرتے وقت نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا جس کا ذکر سورۃ طٰہٰ میں ان الفاظ میں ہے۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ ’’نماز قائم کر میرے ذکر کے لئے‘‘۔

گویا نماز ادا کرنے کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی یاد کو قائم رکھنے کے لئے

Marfat.com

ہے۔ ثابت ہوا کہ عبادات کا اصل مقصد اور روح اللہ کی یاد ہی ہے۔

ذکر کی حقیقت:۔ ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ تمام چیزوں سے دل کو توڑ لیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں آ کر کسی طرف التفات نہ کیا جائے تا کہ دوسرا کوئی معبود تصور میں بھی نہ آ سکے۔ صرف اسی کی اطاعت کی جائے۔ ذکر کی حقیقت کی علامت یہ ہے۔ امر ونہی کے وقت اللہ تعالیٰ کے احکامات کو فراموش نہ کیا جائے۔ تمام ظاہری اور باطنی گناہوں سے کنارہ کشی کر لی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے ذکر کی نسبت اتنی مضبوط ہونی چاہئے کہ اس کی مخالفت کا ذرہ بھر اثر ظاہر نہ ہونا چاہئے۔

ذکر کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان طلب حق میں صادق رہے۔ طلب کا درد ہو، راہِ سلوک میں اسے کوئی مانع نہ آئے۔ اور کوئی چیز ذکر خداوندی میں رکاوٹ نہ بنے۔ یہاں تک کہ اسے اپنے وجود سے بھی گریزاں ہونا چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے تمام ماسویٰ اللہ سے روگردانی کرے اور ذکر خداوندی میں مستغرق ہو جائے۔

تو زخود گم شد کمال اینست وبس
تو مماں اصلاً وصال اینست و بس

''تو اپنے آپ کو بھی فراموش کر دے کمال یہی ہے اور بس۔
تو اپنی ہستی کو مٹا دے تو یہی وصال ہے۔''

Marfat.com

ذکر سے مکمل فائدہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب شیخ کامل صاحب تصرف سے اجازت حاصل کرلی جائے تاکہ اس ذکر حقیقی کے بیج سے جو طالب کے مستعد دل کی زمین میں ایک صاحب ولایت کی تلقین اور تصرف سے بویا گیا تھا اس سے پوری طرح ثمرہ ولایت حاصل ہو۔ کلمہ کی نورانیت دل کی نورانیت کی مناسبت سے حاصل ہوتی ہے۔ سب سے پہلا کام تو یہ ہوتا ہے کہ صفات مذمومہ کو اپنے باطن سے حتی الامکان دور کیا جائے۔ جب دل کی زمین طبیعت کے خار و خاشاک سے پاک ہو جائے اور اس کام کے قابل ہو جائے تو ذکر کا بیج اسی میں بکھیرا جائے۔ اس دوران اگر کسی صفت ذمیمہ میں مبتلا ہو جائے تو اسے رفع کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔ سب سے پہلے دل کے تصفیہ کی کوشش کرنی چاہئے جب توجہ حاصل ہو جائے تو مراقبہ میں وقت گزارنا چاہئے تاکہ تصفیہ قلب حاصل ہو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و فیضان سے دل کی وہ صفات میسر آنا شروع ہو جائیں گی جو عمر بھر کے مجاہدہ سے حاصل نہیں ہوتیں راستے میں جو رکاوٹ بھی آئے اسے دور کرتا جائے کیونکہ دل کی فراغت کے بغیر یہ رستہ طے نہیں ہوگا۔ جب یہ تمام امور مکمل ہو جائیں تو وہ شخص اس طرح ہو جائے گا۔ جیسے اس نے طہارت کرلی ہے۔ (رسالہ قدسیہ)

وقوف قلبی:۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ذکر کے معاملہ عدد کو ضروری نہیں سمجھتے تھے، لیکن وقوف قلبی کو لازماً ملحوظ رکھتے تھے اس کا بڑا اہتمام

Marfat.com

کرتے تھے غرض یہ کہ ذکر سے مقصود توقوف قلبی ہوتا ہے اور فنا کی نظر سے تمام مکونات ❶ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے اور بقا کی نظر سے وجود قدیم حق سبحانہٗ تعالیٰ کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

اس بات پر قائم رہنے سے توحید کی حقیقت ذاکر کے دل میں قائم ہوتی ہے اور اس کی چشم بصیرت کھلتی ہے۔ اسے شرع، عقل اور توحید کے درمیان کوئی تناقض پیدا نہیں ہوتا۔ اس مقام پر ذکر دل کی لازمی صفت بن جاتا ہے اس کے بعد اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ ذکر کی حقیقت دل کی گہرائی کے جوہر کے ساتھ یک جان ہو جاتی ہے اور غیر حق کا کوئی اندیشہ نہیں رہتا۔ ذاکر ذکر میں اور ذکر مذکور میں فانی ہو جاتا ہے اور دل کی بارگاہ اغیار کی زحمت سے خالی ہو جاتی ہے۔

اور لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ ❷ کی حدیث کی روشنی میں اِلَّا اللہ کے بادشاہ کا جمال اپنی تجلی دکھاتا ہے اُذْکُرْکُمْ ❸ کے وعدہ کے ساتھ حرف اور صوت کے لباس سے مجرد ہو جاتا ہے۔ اور کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ❹ کی خاصیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ روح کا ذکر ذاکر کے روح اور وجود کے ساتھ اُذْکُرْکُمْ کے بحر ناپیدا کنار میں غرق ہو جاتا ہے۔ (رسالہ قدسیہ)

---

❶ عدم سے وجود میں آنے والی ہر شے۔ جملہ مخلوقات

❷ میں نہ زمین میں سما سکتا ہوں نہ آسمان میں لیکن میں اپنے بندہ مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔

❸ آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے: فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا)

❹ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے۔

Marfat.com

اقسام ذکر

ذکر الٰہی کی دو بڑی اقسام ہیں جلی اور خفی ہیں۔

ذکر جلی:۔ ذکر جلی سے مراد وہ ذکر ہے جس میں اللہ تعالیٰ کو بالجہر (بلند آوزا سے) یاد کیا جائے۔ اس میں سامعین بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ اسے لسانی یا زبانی ذکر بھی کہتے ہیں۔ ذکر لسانی کی پھر دو اقسام ہیں: ۱۔انفرادی ۲۔ اجتماعی

اجتماعی ذکر کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی یاد کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے دوسروں کو ذکر الٰہی کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور اس کے شوق اور رحجان میں اضافہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اجتماعی ذکر کو بہت پسند فرمایا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے جمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے ہو اور برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئیں۔''

مجالس ذکر کی اہمیت:۔ ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جب جنت کے باغوں میں سے گزرو تو خوب کھایا پیا کرو۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا ذکر کے حلقے'' (ذکر کی محفلیں)

Marfat.com

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی ایک جماعت ذکر کرنے والوں کی تلاش میں راستوں میں پھرتی رہتی ہے۔ سو جب (کسی جگہ) ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصد کی طرف۔ چنانچہ (وہ سب) اپنے پروں سے اہل مجلس کو آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔ (مجلس برخاست ہونے پر جب فرشتے آسمان پر پہنچتے ہیں) تو ان کا رب سوال کرتا ہے (حالانکہ وہ خوب جانتا ہے) کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ آپ کی تسبیح و تکبیر میں مشغول تھے۔ آپ کی حمد و بزرگی بیان کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ: کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟

فرشتے: خدا کی قسم انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ: اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟

فرشتے: اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو آپ کی بہت زیادہ عبادت کرتے اور آپ کی بزرگی بہت زیادہ بیان کرتے اور آپ کی تسبیح میں بہت زیادہ مشغول رہتے۔

اللہ تعالیٰ: (میرے بندے) کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟

فرشتے: آپ سے جنت مانگ رہے تھے؟

Marfat.com

اللہ تعالیٰ: کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟

فرشتے: اے پروردگار! خدا کی قسم جنت انہوں نے نہیں دیکھی۔

اللہ تعالیٰ: اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟

فرشتے: اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اس کی تحصیل میں بہت زیادہ حرص کرتے اور اس کی طلب میں خوب ہی لگتے۔ اور اس میں داخل ہونے میں بہت رغبت کرتے۔

اللہ تعالیٰ: وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟

فرشتے: دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ: کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟

فرشتے: اے ہمارے پروردگار! خدا کی قسم انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ: اگر وہ دوزخ دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔

فرشتے: وہ دوزخ سے بہت زیادہ بھاگتے اور خوب ہی ڈرتے۔

اس گفتگو کے بعد خداوند عالم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ اس پر ان میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اس جماعت میں فلاں شخص بھی تھا جو کسی دنیاوی غرض سے آیا تھا اور اس جماعت کے کام میں شریک نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (ہم نے سب کو بخش دیا) وہ ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بدنصیب نہیں ہوسکتا۔ (بخاری)

Marfat.com

ذکرخفی:۔ ذکرخفی سے مراد وہ ذکر ہے جو مخفی اور پوشیدہ ہو۔اس ذکر میں زبان بالکل خاموش اور ساکت رہتی ہے اور صرف دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے۔اس لئے اسے ذکرقلبی بھی کہا جاتا ہے لیکن ذکراس وقت تک فائدہ مند ثابت نہیں ہوتا جب تک دل کو غیراللہ کے علائق سے پاک نہ کیا جائے ۔اور دل مکمل طور پر کدورتوں سے پاک نہ ہو جائے۔تصفیہ کے بعد جب دل کو مالک حقیقی کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔تو دل کو روحانی زندگی میسر آ جاتی ہے۔

ذکرخفی کے سلسلے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً۔(سورۃ الاعراف:۲۰۵)

''اپنے رب کا ذکر کر دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ۔''

آیت مبارکہ میں رب کریم خود فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے دل میں یاد کرو نہایت عاجزی کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے ۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ خَيْرَ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ وَخَيْرَ الرِّزْقِ مَا يَكْفِيْ۔ (قرطبی)

''یعنی بہترین ذکرخفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو جائے (ضرورت سے نہ گھٹے اور نہ بڑھے)۔''

اس کے ساتھ ساتھ بزرگان طریقت کا ارشاد ہے کہ دل کو ہر قسم کے دنیاوی خیالات سے پاک رکھا جائے تو کمالات ذکر کی تجلیات کا مشاہدہ بہت

Marfat.com

جلد شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر دل بجائے خالق کے مخلوق کے خیالات میں ملوث ہے تو ذکر کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

بر زباں تسبیح و در دِل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

''زبان پر تو تسبیح ہو لیکن دل میں گائے اور گدھے (یعنی دنیاوی خیال) بسے ہوئے ہوں تو ایسی تسبیح کا اثر کیا ہوگا؟''

مسند ابو یعلیٰ میں بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ وہ ذکر خفی جس کو فرشتے نہ سن سکیں (دوسرے ذکر پر) ستر درجے فضیلت رکھتا ہے۔

شہنشاہ نقشبند حضرت بہاؤ الدین رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ

اَلذِّکْرُ اِرْتِفَاعُ الْغَفْلَةِ فَاِذَا رُفِعَتِ الْغَفْلَةُ فَاَنْتَ ذَاکِرٌ وَاِنْ سَکَتَّ

''ذکر غفلت کے دور ہونے کو کہتے ہیں جب غفلت دور ہو جائے تو تُو ذاکر ہے خواہ خاموش رہے۔''

آپ فرماتے ہیں کہ دل کی نگہداشت ہر حالت میں رکھے کھانے، پینے، کہنے، سننے، چلنے پھرنے، خریدنے، بیچنے، عبادت کرنے، نماز پڑھنے، قرآن پڑھنے، کتابت کرنے، سبق پڑھنے اور وعظ کرنے وغیرہ میں چاہئے کہ پلک جھپکنے میں بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو تا کہ مقصود کو پہنچے۔

Marfat.com

تیرا کوئی سانس بھی اس کی یاد کے بغیر نہیں جانا چاہئے کیونکہ ہمہ وقت اس کے ذکر میں مشغولیت کا حکم ہے اولیائے عظام کا ارشاد ہے کہ اگر ایک سانس بھی غفلت میں گزر گیا تو وہ گناہ میں گزرا۔

صرف عصیاں ہوا وہ لحظۂ عمر
تری یاد میں جو صرف نہ ہوا

حقیقت ذکر خفیہ:۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں بزرگان طریقت کا ارشاد ہے کہ جب تک وجود روحانیت باقی ہے اور وہ مرتبہ فنا تک نہیں پہنچتا اس وقت تک حقیقی طور پر خفیہ ذکر نہیں ہو سکتا۔

اور جب فنا کی حقیقت کو پہنچ جاتا ہے اس وقت اس کا باطن نفی میں کامل ہو جاتا ہے ۔اور اثبات کے بغیر کوئی چیز نہیں رہتی۔

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ہمارے خواجہ حضرت بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ اس سلسلے میں فرمایا کرتے تھے۔

حَقِیْقَۃُ الذِّکْرِ اَلْخُرُوْجُ عَنْ مَیْدَانِ الْغَفْلَۃِ اِلٰی فِضَاءِ الْمُشَاھَدَۃِ۔

''ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ میدان غفلت سے نکل کر فضائے مشاہدہ میں پرواز کی جائے۔''

مشاہدہ تجلی ذات میں ہوتا ہے اور مکاشفہ تجلی صفات میں اور محاضرہ تجلی

Marfat.com

افعال میں ہوتا ہے۔ لسانی ذکر سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ تمام روحانی اور جسمانی قویٰ کی توجہ مبذول ہو۔ اور جمعیت خاطر میسر ہو۔ یہ امر باطن کو تجلیات صفاتی اور اسمائی کا مظہر بنا دیتا ہے اور پھر اسے تجلیات ذات کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

ذکر کے مراتب کا کمال یہ ہے کہ مذکور (اللہ) دل پر طاری ہو جائے اور مذکور ہی رہ جائے اور بس اور دل کے ساتھ آشنائی اور دوستی ہو جائے جسے دل کی دوستی میسر آ جاتی ہے اسے محبت مفرطہ (1) کا نتیجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اسی کیفیت کا نام عشق ہے۔ عاشق گرم رو ہوتا ہے اور اس کی دوستی معشوق پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ معشوق میں محویت کی وجہ سے معشوق کا نام بھی فراموش ہو جاتا ہے جب یہ مقامِ استغراق آ جائے تو اپنے وجود کو اور دوسری اشیاء کو جز یاد خداوندی کے فراموش کر دیتا ہے پھر وہ اس معنی کی حقیقت کو پہنچ جاتا ہے۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ۔ (سورۃ الکھف : ٢٤)
یعنی اِذَا نَسِيْتَ غَيْرَهٗ وَنَسِيْتَ نَفْسَكَ لِاَنَّ تَحَقُّقِ الْمَذْكُوْرِ وَشُهُوْدُهٗ (2) جب وہ اس حقیقت کو پالیتا ہے کہ اپنے آپ کو اور دوسری تمام چیزوں کو بھول جاتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہ جاتی ہے۔ اسی حالت کو فنا اور نیستی کہا جاتا ہے۔ اور یہی سیر اِلَی اللہ کا انتہائی درجہ ہوگا۔ اب وہ تصوف کی پہلی منزل عالم توحید اور واحدانیت کا پہلا قدم اور درجات خاصہ کا آغاز ہوگا۔

---

(1) شدید محبت

(2) اور اپنے رب کا ذکر کر جب تو بھول جائے یعنی تو غیر اللہ کو بھلا دے اور اپنے نفس کو بھی بھلا دے تاکہ مذکور کا شہود اور حقیقت واضح ہو جائے۔

Marfat.com

اس وقت عالم ملکوت کی صورت اس پر ظاہر ہوتی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح اور ملائکہ کے جواہر پاکیزہ صورتوں میں نظر آنے لگتے ہیں۔ احوال عظیم ظہور میں آنا شروع ہو جاتے ہیں کہ ان کی حقیقت بیان سے باہر ہے۔ ہر مقام پر ایک نئی چیز ظاہر ہونے لگتی ہے یہ کیفیات بیان نہیں کی جاسکتیں۔ یہ راستہ چلنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کہنے سے نہیں۔

اہل اللہ اس قسم کی باتوں کو تشریح اور تفصیل سے بیان کرنے سے یہ مقصد لیتے ہیں کہ سالک کو انتباہ اور شوق و ذوق کا سامان مہیا کیا جائے۔ اگر کوئی شخص ذکر کے اس مقام یا درجہ کو نہ پہنچ سکے تو اس کے احوال و مکاشفات ظاہر نہیں ہوتے لیکن اس پر ذکر کا غلبہ رہتا ہے۔ اور اس کے دل میں جگہ پکڑ لیتا ہے۔ دراصل ذکر خفیہ یہ ہے کہ ذاکر مذکور میں گم ہو جائے اور اسکو اپنی اور ذکر کی کوئی خبر نہ ہو۔

بیان لطائف:۔ طریقہ مجددیہ کے اشغال و مراقبات کے بارے میں حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے پانچ کا تعلق عالم امر سے ہے اور پانچ کا تعلق عالم خلق سے۔ جو چیز کہ محض امر کن سے بجرد پیدا ہوئی وہ عالم امر ہے اور جو بتدریج مخلوق ہوئی وہ عالم خلق ہے عالم امر فوق عرش مجید ہے اور عالم خلق تحت عرش ہے۔ جن لطائف کا تعلق عالم امر سے ہے وہ یہ ہیں:

Marfat.com

قلب، روح، سِرّ، خفی، اخفی

اور جن لطائف کا تعلق عالم خلق سے ہے وہ یہ ہیں۔

نفس، خاک، باد، آب، آتش

عالم امر کے لطائف (قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ) کے اصول عرش مجید پر ہیں اور لامکانیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان جواہر مجردہ کو انسانی جسم میں چند مقامات پر امانت رکھا ہے۔ دنیاوی تعلقات و مشغولیت اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے یہ لطائف اپنے اصول (اصلی مراکز) کو بھول جاتے ہیں۔ اور ظلماتی حجابات کی وجہ سے ان کی اصلیت بالکل نسیاً منسیا ہو جاتی ہے۔ لیکن جب کسی پر اللہ رب العزت کی رحمت ہوتی ہے اور اس کے فضل وکرم سے کسی شیخ کامل کی توجہ میسر آ جاتی ہے تو یہ لطائف اپنے اصول سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ ان کا میلان ان کی طرف ہو جاتا ہے۔ موجودہ ظلماتی دور میں کیونکہ طالبین کی ہمتیں نہایت قاصر ہو گئی ہیں اسی لئے حضرات نقشبندیہ بجائے بڑی بڑی ریاضتوں اور کٹھن مشقتوں کے اور سخت مجاہدوں کے، ذکر تعلیم فرماتے ہیں اور اتباع سنت اور اجتناب از بدعت اور اوامر ونواہی کی پابندی کا حکم دیتے ہیں اور خود اپنی خصوصی توجہ اور فیض سے سالک کی مدد فرماتے ہیں اور شیخ کی توجہ سے ہزاروں سال کی مسافت لمحوں میں طے ہو جاتی ہے۔ قلب انسانی جو کہ کثرت عصیاں اور تعلقات ماسویٰ کی وجہ سے سیاہ ہو گیا ہوتا ہے۔ ذکر اور شیخ

Marfat.com

کی توجہ سے روشن ہونا شروع ہو جاتا ہے جب تمام قلب منور ہو جاتا ہے تو اس کو اپنا اصلی وطن جس کو وہ اس ظلماتی جسم میں آ کر بھول گیا تھا یاد آتا ہے۔ اور اپنی اصل کی جانب جو کہ فوق العرش ہے پرواز کرتا ہے اور رفتہ رفتہ اپنی اصل میں جا کر ضم ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت دوسرے لطائف کی ہوتی ہے۔

عالم امر اور عالم خلق دونوں عالم دائرہ امکان میں داخل ہیں۔

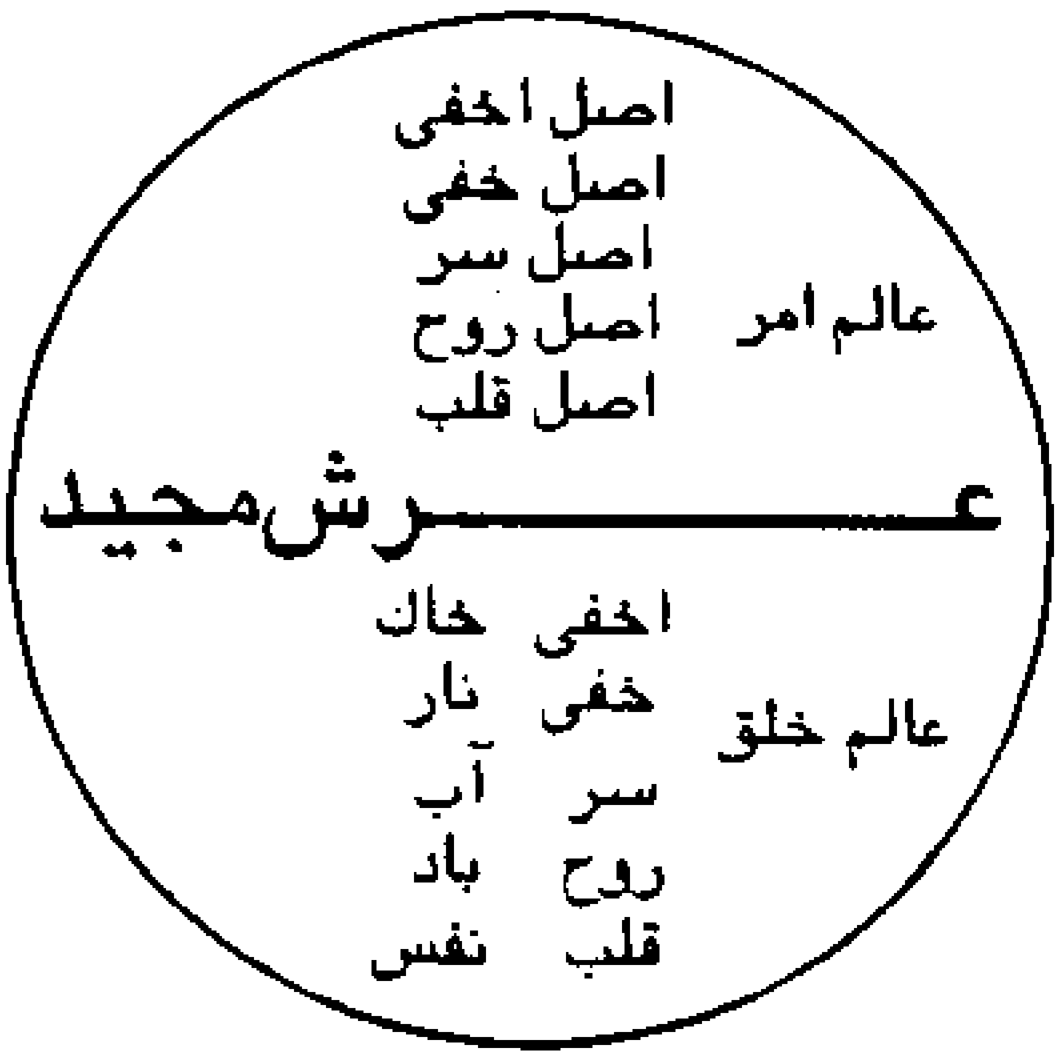

دائرہِ امکان

ان لطائف میں سے ہر لطیفہ کا نور الگ ہے چنانچہ لطیفہ قلب کا نور زرد ہے۔ لطیفہ روح کا نور سرخ ہے۔ لطیفہ سِرّ کا نور سفید لطیفہ خفی کا نور سیاہ اور اخفی کا نور سبز ہے۔ اور تزکیہ کے بعد لطیفہ نفس کا نور بے رنگ ہے۔

ہر لطیفہ کسی نہ کسی اولوالعزم پیغمبر کے زیر قدم واقع ہے یعنی اس لطیفہ کا فیض اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بواسطہ اس پیغمبر کے پہنچتا ہے۔ چنانچہ لطیفہ قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ لطیفہ روح حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم لطیفہ سر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ خفی زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ لطیفہ اخفی حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر

Marfat.com

قدم ہے۔

مقامات:۔

لطیفہ قلب بائیں پستان کے نیچے بقدر دو انگلی واقع ہے اور لطیفہ روح لطیفہ قلب کے بالمقابل دائیں پستان سے دو انگلی نیچے واقع ہے لطیفہ سر بائیں پستان کے دو انگشت اوپر واقع ہے جو کہ ذرا سا وسط سینہ کی طرف مائل ہے۔ لطیفہ خفی دائیں پستان کے دو انگشت اوپر اور لطیفہ اخفی کا مقام وسط سینہ ہے جہاں پر گڑھا سا ہوتا ہے ان کے مقامات کے تعین میں معمولی اختلاف ہوسکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!
جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر کلام پاک پڑھے اُس کو ہر حرف پر سو نیکیاں ملتی ہیں اور جو نماز میں بیٹھ کر پڑھے (جیسا کہ نفلوں میں پڑھ لیتے ہیں) اُس کو پچاس نیکیاں اور جو بغیر نماز کے وضو کے ساتھ پڑھے اُس کو پچیس نیکیاں اور جو بغیر نماز کے بلا وضو پڑھے اُس کو دس نیکیاں ملتی ہیں اور جو شخص پڑھے نہیں بلکہ صرف کان لگا کر سُنے، اُس کو بھی ایک حرف کے بدلہ ایک نیکی مل جاتی ہے۔ (احیاء العلوم)

Marfat.com

سلوک اِلیٰ اللہ میں سیر کی حقیقت

سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عنِ اللہ باللہ

سلوک الی اللہ یعنی حق سبحانہٗ وتعالیٰ تک رسائی کیلئے جب سالک اللہ تبارک وتعالی کے اوامر ونواہی کی پابندی صوم وصلوٰۃ کی ادائیگی۔ اذکار ومشاغل اور مراقبات سے اپنے نفس کا تزکیہ کرلیتا ہے تو اس کی روحانی قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کو روحانی پرواز کی طاقت میسر آ جاتی ہے اور وہ ذات باری کی طرف روحانی پرواز کرنے لگتا ہے اور دی ہوئی شکل کے مطابق مقام ب سے پرواز کرکے مقام الف کی طرف جاتا ہے تو اس سفر کو سیر الی اللہ یا عروجی سفر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس سیر کے دوران صوفی کا تعلق مخلوق سے بالکل منقطع ہو جاتا ہے۔ اور اس کی کامل توجہ اللہ ہی کی طرف ہو جاتی ہے۔ جذب واستغراق اور قطع ماسویٰ سے اسے مقام الف تک رسائی اور فنا فی اللہ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر وہ ذات باری میں پرواز کرتا ہے جسے سیر فی اللہ کہا جاتا ہے۔ سیر فی اللہ کو ہی مقام وصول کہا جاتا ہے۔ سیر الیٰ اللہ میں عاشق کی سیر بجانب معشوق ہوتی ہے اور سیر فی اللہ میں معشوق کی عاشق کی طرف سیر ہوتی ہے یہ اوصاف صفات بشریت کے فنا ہونے اور بے اختیاری

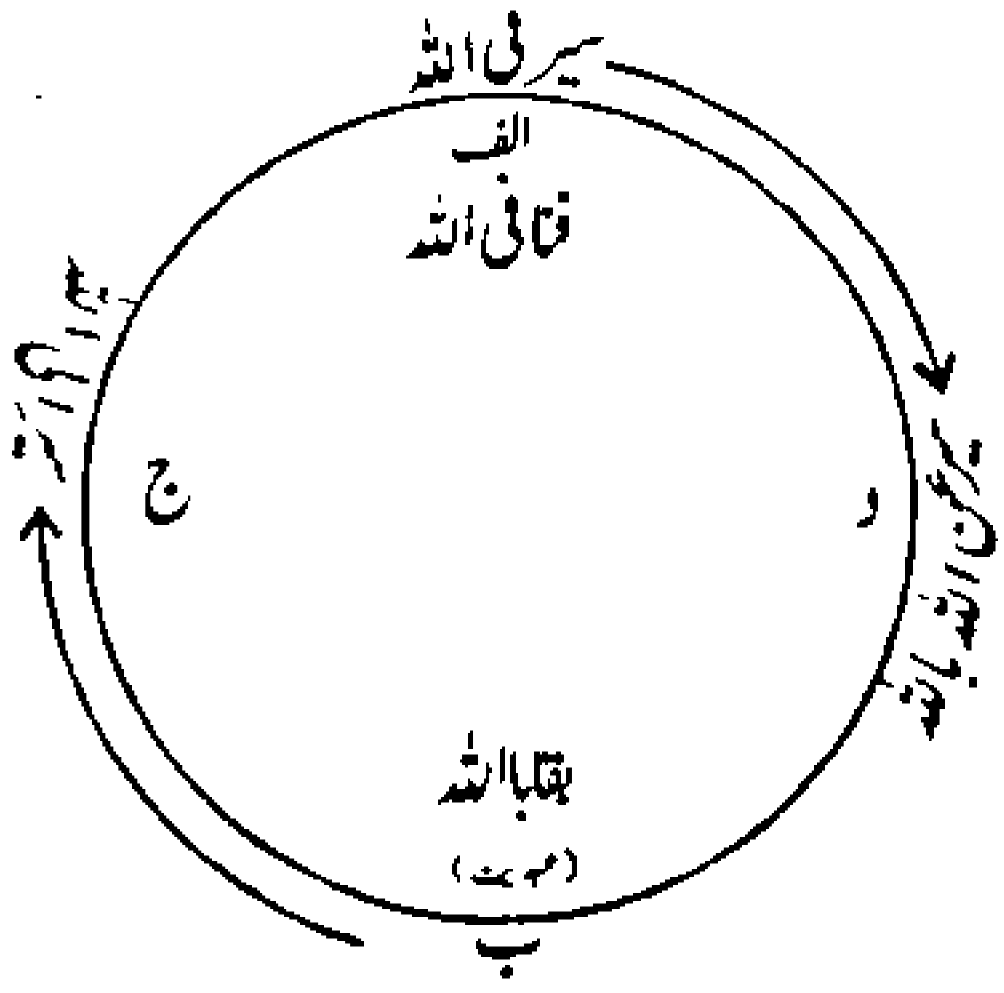

Marfat.com

سے میسر آتے ہیں۔ اب چونکہ ذات باری کی کوئی انتہا نہیں اس لئے سالک کی
پرواز کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ اگر وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس سفر کو جاری رکھے تب بھی
یہ سیر پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی فنا فی اللہ کے اس مقام پر مقیم ہو جانا مطلوب نہیں
بلکہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللہِ (اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو جاؤ) اور
حدیث قدسی بِیْ یَسْمَعُ اور بِیْ یُبْصِرُ کے مطابق سالک جب حق تعالیٰ کی
صفات سے متصف ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کی سماعت سے سنتا اور اس کی بصارت
سے دیکھتا ہے تو وہ خلیفۃ اللہ فی الارض کی اہلیت کا حامل ہو جاتا ہے۔ اور مقام فنا
سے نقطہ د کے ذریعہ واپس مقام عبدیت یا ممکنات کی طرف لوٹتا ہے تو اس سیر
کو عن اللہ باللہ کہتے ہیں۔ نیز اسے نزولی سفر بھی کہا جاتا ہے۔ اس مقام پر واپس
لوٹ کر سالک منصب خلافت پر متمکن ہو کر دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیتا
ہے۔ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاتا ہے۔ اس لئے مخلوق کی طرف توجہ کرتا ہے
بظاہر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ وہ اللہ سے کٹ کر مخلوق کی طرف متوجہ ہو گیا ہے مگر
حقیقت میں اس کا مکمل انقطاع اللہ سے نہیں ہوتا کیونکہ یہ انقطاع بھی اللہ تعالیٰ
کی مرضی سے ہوتا ہے اور یہاں اتصال کا حکم رکھتا ہے اور حقیقت میں یہ وصل ہی
ہوتا ہے بلکہ وصل کا اعلیٰ درجہ ہے۔ صوفی کی یہ حالت بڑی بے چینی اور اضطراب
کی ہوتی ہے گویا وہ مرغ لبسمل اور ماہی بے آب کی کیفیت میں ہوتا ہے۔

جس عارف کی استعداد زیادہ ہوتی ہے اس کا عروج بھی زیادہ ہوتا ہے

Marfat.com

اوراس کا نزول بھی قوی ہوتا ہے اس کی تبلیغ و ہدایات بھی ہمہ گیر اور عمومی ہوتی ہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ سورۃ الم نشرح کی قرأت مقام نزول میں اور سورۃ اعلیٰ کی قرأت مقام عروج میں (حصول ترقی و مرتبہ کیلئے) قوی تاثیر رکھتی ہے۔

نوٹ: عروج و نزول تصوف کی اصطلاحات ہیں، اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کو عروج اور مخلوق کی طرف متوجہ ہونے کو نزول کہا جاتا ہے۔

کلمہ طیبہ

کلمہ توحید عبودیت کی روح رواں اور اسلام کی جان ہے دین اسلام کی پوری عمارت اسی کلمہ کی بنیاد پر قائم ہے، اس کو کلمہ توحید بھی کہتے ہیں۔ جملہ انبیاء کرام اسی توحید کی تعلیم کیلئے مبعوث کئے گئے۔ صوفیائے کرام، عارفین اور بزرگان دین طریقت اسی کلمہ کا اہتمام کرتے اور تمام اذکار پر اس کو ترجیح دیتے ہیں۔

مشائخ طریقت قدس سرھم نے اس کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ذکر کو اختیار فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

Marfat.com

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اذکار میں افضل لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ ہے اور دعاؤں میں افضل الحمدللہ ہے۔'' (مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ تعلیم فرما دیجئے جس سے میں آپ کو یاد کروں اور آپ کو پکاروں ارشاد خداوندی ہوا کہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کہا کرو عرض کیا میرے رب! میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں جو صرف میرے لئے ہو۔ ارشاد ہوا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسرے میں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه رکھ دیا جائے تو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه والا پلڑا جھک جائے گا۔ (نسائی، حاکم)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محشر میں میری امت کا ایک آدمی ساری مخلوق کے سامنے لایا جائے گا، اس کے ننانوے نامہ ہائے اعمال لائے جائیں گے۔ ہر نامۂ اعمال حدِ نظر تک لمبا ہوگا، یہ نامہ ہائے اعمال برائیوں اور گناہوں سے پُر ہوں گے، وہ اقرار کرے گا کہ ان میں جو کچھ لکھا ہے سچ لکھا ہے، وہ گھبرائے گا کہ میری نجات کی صورت کیا ہوگی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ تیری ایک نیکی کا پرچہ بھی ہمارے پاس موجود ہے، جس میں تمہارا کلمہ لکھا ہوا ہے۔ اس وقت وہ پرچہ میزان کے پلڑے میں ڈال دیا جائے گا تو اس کلمے والا پلڑا (برائی والے) ننانوے نامۂ

Marfat.com

ہائے اعمال کے مقابلے میں بھاری ہوگا اور جھک جائے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، حاکم)

اس کلمہ پاک کی صورت نفی، اثبات سے مرکب ہے جو حقیقت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اور پھر حق سبحانہٗ کی راہ دکھاتی ہے جس طرح علاج بالضد ایک مفید طریقہ علاج ہے اسی طرح کلمہ توحید نفی ماسوئ اللہ کیلئے ضروری ہے اور حق سبحانہ کا اثبات اسی نفی سے واضح ہوتا ہے۔ شرک خفی سے نجات اس کلمہ پر مداومت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ ذکر ایسا ہونا چاہئے جو وجود کی نفی اور جملہ محدثات کو فنا اور ناخواستن کی نگاہ سے مطالعہ کرے اور ذکر کی حقیقت پر غور کرے اور نفی خواطر (1) کرے اثبات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے وجود قدیم کو بقا کی نظر سے اپنا مقصود، مطلوب اور محبوب جانے ہر ذکر میں اوّل و آخر حاضر رہے اور جس چیز کے ساتھ دل کو دلچسپی پیدا ہو اس کی نفی کرے اور نفی سے ہی اس دلچسپی اور تعلق کو باطل کرے اور اثبات محبت سے حق کو اس محبت کے قائم مقام رکھے تاکہ آہستہ آہستہ دل تمام مرغوب اور محبوب چیزوں سے فارغ ہو جائے۔ اور ذاکر کی ہستی ذکر کے نور میں تحلیل ہوتی جائے اور بشریت کے وجود کے تمام تعلقات ٹوٹ جائیں۔

خواجگان رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ ذکر کے وقت نفس کو دور رکھنا آثار لطیفہ کے ظہور کی علامت ہوتی ہے۔ یہ بات شرح صدر کیلئے مفید اور اطمینان قلب کی دولت بخشتی ہے اور حلاوت عظیم کے وجدان کا سبب ہے۔

---

(1) خواطر۔ خطرہ کی جمع

Marfat.com

کلمہ توحید کی حقیقت:۔

کلمہ توحید ایک سرّ عظیم ہے۔ جب دل ذکر کے نور سے آراستہ ہو جاتا ہے تو اسے کمال سعادت حاصل ہو جاتی ہے۔ ایسی سعادت جو اس جہان میں میسر نہیں ہو سکتی ہے۔ صرف اسی جہان میں حاصل ہوتی ہے جب دل دنیا کے وسواس کے کانٹوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ ذکر کا بیج اس میں امانت رکھا جاتا ہے۔ اب ایسی کوئی طاقت نہیں رہتی جو اختیار سے تعلق رکھ سکے اختیار کی حدیں تو یہاں آ کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس مقام پر انتظار کرنا چاہئے کہ کیا ظہور میں آتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ایسا بیج کبھی ضائع نہیں ہوتا۔

ہمیشہ ذکر کرنا عجائبات ملکوت کی کنجی ہے۔ اس سے قرب الٰہی کے دروازے کھلتے ہیں۔ ہمیشہ ذکر سے مراد یہی نہیں ہے جو زبان یا دل پر جاری رہے بلکہ یوں ہمیشہ لازم اور ہر وقت دل نشیں رہے۔ دل کو عداوت خلق سے پاک کر دیا گیا ہو۔ مخلوقات کے ذکر سے فارغ کر دیا گیا ہو ماضی اور مستقبل کے اذکار سے علیحدہ کر دیا گیا ہو۔ محسوسات کے تمام مشاغل غصہ، بداخلاقی، دنیا کی خواہشات دنیا کی طلب غرض یہ کہ ہر چیز سے مبرا کر دیا گیا ہو۔ صرف حق تعالیٰ سے تعلق رہے۔

ایک لمحہ بھی غافل نہ رہے، کیونکہ حقیقتِ ذکر غفلت کو چھوڑ دینے کا نام ہے اور کچھ کہنا بھی نفس کی بات ہوتی ہے جو ذکر کی حقیقت کیلئے حجاب بن کر رہ جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس اللہ روحہ اس طرح فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہئے کہ شب و روز لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ میں مستغرق رہے خواب و بیداری میں یہی کلمہ کہتا رہے نوافل، دوسرے اذکار اور تسبیحات کو بیشک ترک کر دے اور اسی کلمہ پر اکتفا اور اختصار کرے کیونکہ جہاں علم لدنی ہوتا ہے حکمت الٰہی میسر ہوتی ہے ایسے مواقع پر نفل کی زحمت کوئی معنی نہیں رکھتی ہر دن ہر رات بلکہ ہر لمحہ اور ہر لحظہ یوں محسوس کرے کہ لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں ہی مسلمان کا نور ہے۔ نماز فرض اور سنت کے علاوہ لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو ہی ضروری اور لازم جانے۔ اس کے علاوہ تمام چیزوں کو مصیبت اور مشقت سمجھے۔ کائنات کے تمام اندیشوں اور خطرات سے خالی ہو جائے اور صرف ذکر لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سے ہی تعلق رکھے ہر حالت اور ہر ساعت میں اس کو وردِ زبان بنائے۔ مخلوق سے تعلقات منقطع کرنے کیلئے ظاہری اور باطنی اذکار میں سے اتنا کامل تر شافی تر اور موثر ہتھیار کوئی نہیں ہے جتنا کہ ذکر لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہے۔

حضرت خواجہ امام محمد بن حکیم ترمذی قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں جو شخص چاہتا ہے کہ ہمیشہ دولت ایمان میسر رہے اسے چاہئے کہ ہر حالت اور ہر کام میں لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی عادت ڈال لے۔ شرک خفی کی سیاہیاں اس کلمہ سے دور ہوتی جائیں گی اور نور ایمان سے اس کا دل تازہ ہوتا جائے گا، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِلآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ (الحدیث) یعنی اپنے ایمان کو لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ سے تازہ کرو۔

Marfat.com

حضرت خواجہ بزرگوار شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ مبتدی کو چاہئے کہ فرائض اور سنن کے علاوہ دیگر معمولات کو مختصر کرے اور دوسرے اوقات ذکر الٰہی میں گزارے۔ متوسط کیلئے ضروری ہے کہ فرائض وسنن کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن پاک کرتا رہے۔ وہ خاصیت جو مبتدیوں کو ہمیشہ ذکر سے میسر آتی ہے۔ متوسطین کو تلاوت قرآن پاک سے حاصل ہو جاتی ہے بلکہ اس سے زائد کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ قرآن پاک کی مختلف المعانی آیات کی تلاوت سے صفات مختلفہ کی تجلیات حاصل ہوتی ہیں۔ دقائق مفہوم اور حقائق علوم نمایاں ہوتے ہیں۔ منتہی حضرات کیلئے جن کیلئے ذکر کا نور ان کی ذاتی صفت بن چکی ہے کامل تر عمل نماز ہے کیونکہ یہ عبادت تامّہ اور جامعہ ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھا میں نے دریافت کیا یا اللہ! تیرا تقرب کس چیز سے حاصل ہوتا ہے فرمایا ''میرے کلام قرآن پاک سے'' میں نے سوال کیا خواہ اس کے معنی سمجھے یا نہ سمجھے؟ فرمایا ''خواہ سمجھے یا نہ سمجھے۔'' (رسالہ قدسیہ)

قوت سلطان و میر از لَا اِلٰہ
ہیبت مردِ فقیر از لَا اِلٰہ
تا دو تیغِ لَا وَ اِلَّا داشتیم
ماسوٰی اللہ را نشاں نگزاشتیم

Marfat.com

''بادشاہ اور سردار کی قوت لَا اِلٰـہَ سے ہے۔ مرد فقیر کی ہیبت بھی لَا اِلٰـہَ سے ہے۔ جب تک ہم لَا اور اِلَّا کی دو تلواریں رکھتے ہیں ماسویٰ اللہ کا نام ونشان تک مٹا دیں گے۔''

جواہر پارے

(از عارفِ رازِ حقیقت جناب مرزا مظہر جان جاناں قدس اللہ سرہٗ)

۱۔ ہمیشہ مراقبہ کرنے سے نسبت باطن میں قوت پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ کثرت ذکر سے فناءِ بشریت حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ کثرت اسمِ ذات سے جذب الٰہی پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ ذکر نفی اثبات سلوک اور قطع راہ کیلئے مفید ہے۔

۵۔ کثرت درود پاک سے واقعات نیک نظر آتے ہیں۔

۶۔ کثرت نوافل سے انکسار وشکستہ دلی حاصل ہوتی ہے۔

۷۔ کثرت تلاوت سے نور وصفائی حاصل ہوتی ہے۔

۸۔ ذکر تہلیل (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ) بلحاظِ معنی مفید طریقہ ہے۔

۹۔ اور محض تکرار الفاظ سرمایہ ثواب وکفارہ سیئات ہے۔

۱۰۔ ذکر نفی اثبات حبس دم سے تین سو سے کم فائدہ نہیں دیتا جس قدر زیادہ ہو مفید ہے۔

Marfat.com

جب کوئی خطرہ دل میں آئے اسی وقت اس کو پکڑ لینا چاہیے تاکہ حدثِ نفس ہنگامہ نہ برپا کردے۔ خطرات کا ہجوم فیض کے آنے میں رکاوٹ ہے۔

اپنے اوقات خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے مطابق منضبط کرنے چاہئیں کثرتِ درود ہزار بار اور کثرت استغفار سالکین کیلئے لازم ہے۔

دعائے حزب البحر صبح شام اور ختم خواجگان ہر روز حلِ مشکلات کیلئے پڑھنا چاہیے نماز تہجد دس یا بارہ رکعت، سورۃ اخلاص یا سورۃ یٰسین کی قرأت کے ساتھ ۔نماز اشراق چار رکعت ،نماز چاشت چار تا بارہ رکعت اور فی الزوال چار رکعت ایک سلام سے اور سنت مغرب کے بعد چھ یا بیس رکعت اور سنت عشاء کے بعد چار رکعت اور سنت عصر اور تحیہ وضو ان سب کو لازم قرار دینا چاہیے۔ قرآن پاک کی تلاوت ایک یا دو پارے۔ کلمہ توحید و تمجید سو سو بار۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ۔ صبح اور سوتے وقت سو سو بار۔ ان اعمال میں حضور قلبی ضروری ہے۔

نفلی عبادات:۔ نفلی عبادات کا اہتمام رکھے فرض نمازوں کے علاوہ نفلی نمازیں، اشراق، چاشت، اوّابین، صلوٰۃ التسبیح بھی ادا کرتا رہے اور خصوصی طور پر نماز تہجد پر مداومت کرے۔ اور ہمہ وقت اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھے اور دل میں اللہ کی یاد بسائے رکھے۔

نہایت ضروری:۔ فرائض کو چھوڑ کر نوافل کی ادائیگی کوئی حیثیت نہیں رکھتی خواہ وہ نفلی عبادت نماز۔ روزہ یا صدقات ہی کیوں نہ ہوں حضرت مجدد الف ثانی

Marfat.com

قدس سرہٗ کا ارشاد ہے کہ ایک فرض کا ادا کرنا ہزار سالہ نفلی عبادت سے بہتر ہے۔

روزمرہ کے وظائف

پانچوں نمازوں کے بعد:

۱۔ نماز فرض کے سلام کے بعد۔ اللہ اکبر۔ ایک بار۔ استغفر اللہ۔ تین بار۔

۲۔ آیۃ الکرسی۔ ایک بار (مرتے ہی جنت میں داخل ہو۔ الحدیث)

۳۔ تسبیح فاطمہؓ: سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار (لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ایک بار (اس دن کسی کا عمل اس کے برابر نہ ہوگا۔ مگر جو اس کی مثل پڑھے۔ تمام گناہ مٹا دئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ الحدیث)

۴۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ۔ سات بار

۵۔ بعد از نماز مغرب تلاوت سورۃ واقعہ اور بعد از عشاء، سورۃ ملک

صبح و شام کے اذکار

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط.........دس بار (۱۰)

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ .... سات بار (۷) صبح و شام

سید الاستغفار..... صبح و شام ایک یا تین بار

رَبِّ غْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ .... صبح و شام تین بار (۳)

Marfat.com

بعداز نماز فجر: سورۃ یٰسین............ایک یا تین بار

درود شریف.......... سو بار   کلمہ تمجید............ سو بار(۱۰۰)

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ .... سو بار(۱۰۰)

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ...... تین سو بار(۳۰۰)، درود شریف...... سو بار(۱۰۰)

بعداز نماز عصر بھی سو بار استغفار پڑھیں اول وآخر درود شریف... گیارہ بار(۱۱)

سوتے وقت:۔ سورۃ فاتحہ اور چاروں قل پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کریں اور ہاتھ سر اور چہرہ سے شروع کر کے تمام بدن پر پھیر لیں۔ یہ عمل تین بار کریں۔

سورۃ فاتحہ۔ سورۃ بقرہ الم سے مفلحون تک۔ آیۃ الکرسی۔

سورۃ حشر کی آخری تین آیات، تسبیح فاطمی

ختم خواجگان نقشبندیہ (بعداز مغرب)

ختم شریف سابقہ ادوار سے سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگان سلف سے معمول چلا آ رہا ہے۔ یہ قرب الٰہی۔ اطمینانِ قلب مختلف امور میں حصول برکت اور مشکلات ومصائب کیلئے اکسیر ومجرب ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۔ سورۃ فاتحہ.......... سات بار   ۲۔ درود شریف........ سو بار

۳۔ سورۃ الم نشرح...... اناسی بار   ۴۔ سورۃ اخلاص...... ایک ہزار بار

Marfat.com

۵۔ سورۃ فاتحہ........ سات بار ۶۔ درود شریف........ سو بار

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ... پانچ سو بار، درود شریف... سو بار

اس کے بعد مندرجہ ذیل تمام کلمات سو سو بار پڑھیں:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، یَا اَللّٰهُ، یَا عَزِیْزُ ، یَا وَدُوْدُ، یَا كَرِیْمُ ، یَاوَهَّابُ، یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ ، یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ ، یَا حَلَّ الْمُشْكِلَاتِ، یَا كَافِیَ الْمُهِمَّاتِ ، یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ ، یَا مُنَزِّلَ الْبَرَكَاتِ، یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ ، یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ ، یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ، یَا اَمَانَ الْخَائِفِیْنَ ، یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ ، یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ ، یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا ، یَا مُفَرِّجَ الْمَحْزُوْنِیْنَ ، رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ، یَا اَللّٰهُ یَارَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنِیْ بِسَتْرِكَ الْجَمِیْلِ ..... درود شریف.. سو بار

روحانیت اپنی روح سے ہر قسم کی بدی، بدنیتی کی گرد کو صاف کر کے اللہ تعالٰی کے روبرو ہونے کا نام ہے۔ جس طرح آئینے سے گرد صاف کر دی جائے تو چہرہ بالکل صاف نظر آنے لگتا ہے۔ اسی طرح اپنا باطن صاف رکھیں گے تو اس میں ''وہ'' صاف نظر آنے لگے گا۔

Marfat.com

شجرہ شریف نقشبندیہ مجدّدیہ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○

فضل کر یا رب میرے حالِ زبوں پر رحم کر
ڈال مجھ آلودۂ عِصیاں پہ رحمت کی نظر

تجھ کو اپنی کبریائی کی قسم ہے بے نیاز
مجھ سراپا معصیت پر کر درِ افضال باز

تجھ کو دیتا ہوں تیرے جُود و سخا کا واسطہ
فضل کا رحمت کا بخشش کا عطا کا واسطہ

تیری رحمت کے خزانے میں کمی کوئی نہیں
اور تیرے جُود و کرم کی انتہا کوئی نہیں

میں کہوں بے واسطہ کس منہ سے بخشش کیلئے
کچھ وسیلے پیش کرتا ہوں سفارش کیلئے

کر کرم ہم پر محمد ﷺ مصطفٰے کے واسطے
فخرِ موجودات شاہِ دوسرا کے واسطے

اُس رسولِ بے نظیر و بے بدل کا واسطہ
راز دارِ خلوتِ بزمِ ازل کا واسطہ

Marfat.com

رَحم فرما حضرت صِدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے
عاشق و دلدادہِ حُسنِ پیمبر ﷺ کیلئے
حضرت سلمان فارس رضی اللہ عنہ بے ریا کیواسطے
حضرتِ قاسم رضی اللہ عنہ امامِ اولیاء کے واسطے
کر امامِ جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے صدقے میں عطا
تو نجات، دائمی کا مُجھ کو دُرِ بے بہا
با یزید رحمۃ اللہ علیہ و بُو الحسن رحمۃ اللہ علیہ اور بُو علی رحمۃ اللہ علیہ فاریمدی
یاالٰہی لاج رکھ لے ان کے صدقے میں میری
حشر کے دن یُوسُفِ ہمدانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ ہو
اُن کا دامانِ مقدس اور میرا ہاتھ ہو
شاہِ عبدُالخالق رحمۃ اللہ علیہ و شاہ عارفِ ریواگری رحمۃ اللہ علیہ
خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ و عزیراں رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ خُلقِ نبی ﷺ
محترم بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت میرِ کلال رحمۃ اللہ علیہ
مُرشِدانِ با صفا روشن ضمیر و باکمال
صدرِ بزمِ نقشبنداں عارفِ اسرارِ ھُو
مُحسنِ مِلّت شہنشاہ مظہرِ انوارِ ھُو

Marfat.com

جن کا ہے پہلا قدم ہر منتہی کا آخریں
شاہ بہاؤالدین سخی رحمۃ اللہ علیہ برحمت اُو آفریں

یا الٰہی واسطے خواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کے
دین احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رہیں ثابت قدم مسکین کے

حضرتِ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ چرخی اور عبیداللہ شاہ
حضرتِ خواجہ محمد زاہد اپنے دیں پناہ

اِن نفوس پاک کے صدقے میں اے رب الٰہ
دھو جبینِ معصیت آلود سے داغِ گناہ

بخشدے صدقے میں یارب خواجہ درویش رحمۃ اللہ علیہ کے
خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے

قُطبِ حق قیُّومِ مِلّت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کیلئے
بخشدے یارب مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے

عفوفرما سب خطائیں از پئے قیوم دین
عُروَۃ الوُثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ مہِ سرہند شمس العارفین

نقشبندِ ثانی حضرت حُجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور زُبیر رحمۃ اللہ علیہ
خواجہ اشرف رحمۃ اللہ علیہ جمالُ اللہ مردِ اہلِ خیر

Marfat.com

حضرتِ عیسٰی محمد رحمۃ اللہ علیہ اور فیض اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرتِ نُورِ محمد رحمۃ اللہ علیہ اور فقیرِ بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ

قبلۂ عالم جنابِ حافظِ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ نور بصیرت خواجہِ نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ

حامِلِ نورِ شریعتؒ ہادیٔ راہِ حمید

مُستقیمِ راہِ حق حضرتِ عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ

ثانی قاسم محمد بن ابی بکرِ صدّیق رضی اللہ عنہ

نقشبندِ قطبِ وحدت خواجہ عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ

ان کے صدقے میں ہو عاجز دو جہاں میں سرخرو

برقرار انکی رہے دنیا و دیں میں آبُرو!

یاالٰہی سب دعائیں لطف سے مقبُول ہوں

جب چلیں دنیا سے تیری یاد میں مشغُول ہوں

(آمین)

کتابیات

القرآن الکریم۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر معارف القرآن۔ رسالہ نقشبندیہ

فتوح الغیب۔ تحفۃ الاخوان۔ قرب الٰہی۔ ذکر الٰہی۔ تزکیہ نفس۔

حالاتِ مشائخ نقشبندیہ۔ حضرات القدس۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی۔

Marfat.com

ایک نادر کتاب

جمالِ قربِ الٰہی

مصنف: غلام دستگیر زیدی نقشبندی مجددی

☆ صوفیا اور سالکین کیلئے حسین تحفہ اور طالبان مولےٰ کیلئے بے مثل کتاب۔

☆ خالق کائنات کی معرفت۔ رضا اور قربِ کے حصول کیلئے بہترین رہنما۔

☆ مقصد تخلیق کی تکمیل اور سبیل عقبیٰ کیلئے روشنی کا مینار۔

☆ تصوف کے معاملات و مسائل کو آسان اور سلیس اردو میں پیش کرنے کی قابلِ قدر کاوش۔

☆ تصوف و طریقت کی منازل طے کرنے کا آسان راستہ۔

عامتہ المسلمین، طالبان مولےٰ اور عاشقانِ الٰہی کے لئے بہترین تحفہ۔

قرب الٰہی کے ذرائع، شریعت، طریقت اور معرفت پر سیر حاصل تبصرہ اور درجہ ولایت تک رسائی کے لوازمات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ نیز فضائل قرآن، فضائل درود و سلام، اہم ترین احادیث نبوی، جزا و سزا، گناہ صغیرہ و کبیرہ پر سیر حاصل مواد موجود ہے۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز: گنج بخش روڈ لاہور

فیصل آباد:
اقراء بک سیلرز۔ حبیب نثار پبلشرز

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شمائل بغوی
الجامع الکبیر
احادیث کا مجموعہ مسند اسحاق بن راہویہ
جواہر البیان
فیوض الشیخین
مصطفی
مرکز دین
کشف المحجوب
شرح الصدور
چشمہ فیض شیرازی
اسوہ حسنہ
بزرگوں کے عقیدے
نورانی حکایات

کنز العمال کسی تعارف کی محتاج نہیں۔
کنز العمال میں 46624 احادیث مبارکہ ہیں۔
شیخ احمد عبد الجواد فرماتے ہیں جس نے
کنز العمال کا مطالعہ کیا اُس نے احادیث
مبارکہ کی ستر سے زائد کتب کا مطالعہ کیا۔

کنز العمال

مترجم
عابد عمران انجم مدنی
فاضل بھیرہ شریف

تحقیق حلالہ تحقیق طلاق
تقسیم وراثت
تجہیز وتدفین
مرشد کامل
میری سرکار
بقیع الغرقد جنت البقیع
درود وسلام

حضرت ابوبکر صدیق
حضرت فاروق اعظم
حضرت عثمان غنی
حضرت علی المرتضی
نجم الخطیب
احوال القبور
وقار شریعت
فضائل علم وعلماء
آئینہ جمال مصطفی
مسلک حضرت داتا گنج بخش
حضرت بابا بلھے شاہ
حضرت سلطان باہو
حضرت میاں محمد بخش
دیوان
لگیاں نیں موجاں
کلام ریاض
بہار مدینہ
طلع البدر
مدینہ سادی جان اے

ناشران قرآن واسلامی کتب
انعام القرآن پبلی کیشنز
Email:Info@Karmanwalabookshop.com
Web:www.karmanwalabookshop.com
+92-42-37249515-0300-4306870
0307-4132690

دکان نمبر 5 دربار مارکیٹ لاہور
کرماں والا بک شاپ

Sami Graphics 042-37249515-0300-4306876

Marfat.com